

تساؤں
حکمتی
پیغام

پیشہ

تاروں سے کی چینی حاضر ہے ! اب کو شش یہی ہے کہ آپ ہر ماہ میری
کم از کم ایک کتاب تو پڑھ بی سکیں۔
مرد بگ کے سلے میں بہترے تھرات نے مجھے لکھا ہے کہ میں نے یہ اچانس
کیا۔ ایک فلمی کہیتیں اور فریدی جیسے غصہ آدمی کا راستہ کاٹ جاتے ؟۔
اس کے علاوہ اور کیا عرض کیا جاسکتا ہے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ آپ
بھی نہ چھوٹئے کہ مرد بگ ایک کامیاب اداکار تھا اپنے دورہ اداکاری ہی کیا کہ اُس پر اُلل
کا دھونکا نہ ہو جاتے۔ مرد بگ نے اپنے فن کے بال میں فریدی کو چھانٹا تھا
(تاروں کی ہوتی میں، اب دیکھئے کہ فریدی کس طرح پلک جھکتے اُسے بالوں میں
گرتا ہے۔ دلوں کے میدان الگ الگ میں۔ دلوں ہی اپنے اپنے
فنوں کے منظاہرے میں کامیاب رہے ہے)۔

ایک صاحب نے لکھا ہے کہ آپ پر یا کیا فلمی یا کا وعدہ کیوں پڑ گیا ہے جب کہ

اس نادل کے نام مقام کردار اور کمائی
سے تعلق رکھنے والے اداروں
کے نام سرنگی میں

پہلا حصہ : تاروں کی موت
دوسرہ حصہ : تاروں کی چینی

پیشہ
سلطان محمد

پرمنٹ حمایت اسلام پریس لاہور

مخطوطاتِ اسرار پبلیکیشنز
زیر انتظام
کتابی و نیای میکلود روڈ لاہور

سہو شی

۷

”شیطان!“ حمید نے غولی سالن لی اور چونک پڑا . . . ایک معمراً دمی سامنے والی کرسی کی پشت گاہ پر باتھ رکھ کر اعجیب نظرؤں سے اُسے دیکھ رہا تھا! . . . بوڑھے کے ہنڑوں پر بلکل سی مسکراہٹ نظر آئی . . .

”تماری اجازت کے بغیر!“ اُس نے کہا اور کرسی پچھے کھلا کر بیٹھ گیا! . . . عجیب چہرہ تھا! . . . پہلی نظر میں بوڑھا ہی معلوم ہوتا تھا! لیکن آنکھوں کو بغور دیکھنے پر ایسا لگتا جیسے کوئی شوخ اور کھنڈر اب تجھے کسی نئی شہزادت کی نکر میں ہوا! . . . برف جیسے شفاف بالوں کی چھاؤں میں وہ آنکھیں بڑی عجیب لگ رہی تھیں! . . .

حمدیہ سختی سے ہوشٹ بھینچے اُسے گھوٹا رہا! . . .

رقص کا درود اور شروع ہو چکا تھا . . .

”کیا میرا اس طرح بیخنا ناگوار گذرا ہے؟“ اُس نے مسکرا کر پوچھا! . . .

”مقصدہ بیان کرو!“ حمید لاپرواں سے بولا!

”میں نے سوچا شاہزادم اکیلے ہونے کی وجہ سے بوریت محسوس کر رہے ہو!“

”اب اور بھی بڑھ گئی ہے!“

بوڑھے نے قہقہہ لگا کر کہا ”دل جلے معلوم ہوتے ہو!“

حمدیہ نے ایسی نظرؤں سے اُسے دیکھا جیسے کہتا چاہتا ہو! جاتے ہو یا اٹھا کر چینک دوں!“

”بُرماں گئے!“ بوڑھے نے اُس کے باقاعدہ باتھ رکھتے ہوئے بڑے پیاسے کہا بالکل ایسا ہی لگا جیسے وہ کسی روٹھے ہوئے پتھے سے ہمکام ہوا!

”جاد—کیوں کان کھا رہے ہوا“ حمید باقاعدہ جھک کر بولا!

”ارے تم تو واقعی بُرماں گئے!“

”نشے میں ہو ہے!“ حمید آنکھیں نکال کر بولا!

۸

دھبا کے لئے مویقی شروع ہوتے ہی کیپٹن حمید کے پیروزش پر تماں دینے لگے! . . . اپنی میر پر تھا! . . .

تھا تھا لیکن مایوس نہیں! . . . ! ہر چند کہ اُس نے تھیہ کر لیا تھا کتاب لڑکیوں کے پچھے نہیں دوڑے گا لیکن اس میں کیا مصالحتہ تھا کہ کوئی لڑکی خود ہی دوڑتی ہوتی اس کی طرف آتی۔ اخلاقی لکھتہ نظر سے لڑکیوں کے پچھے دوڑنا بُری بات سی لیکن اگر کوئی لڑکی خود ہی تریب آئے تو کیا اُسے تھیہ پر مار کر بچھا دیں گے! . . . چلئے خود نہ کیا انہمار غصہ اگر کوئی لڑکی ہی پہل کر بیٹھی تو کیا اُس سے یہ کیسی گے۔ ارے ناشد فی تیرے باپ جانی نہیں میں کیا جو تو آتی ہے ہم سے دل لگی کرنے! . . .

وہ سوچ رہا تھا میبیت تو یہ ہے کہ مرد کو مور دا زام ٹھرا نے والے دُنیا کی سب سے پہلی عورت کا کارنامہ بھول یادتے ہیں! . . . ارے مرد تو شروع ہی سے بُدھوڑا ہے بھی حد ہو گئی بُدھوپن کی حکم خداوندی ایک طرف اور عورت کی نکاح الففات ایک طرف۔ البتہ شیطان بڑا کامیاب تھا!۔ جاتا تھا جسے سجدہ کرنے کو کہا جا رہا ہے اُس میں ایک عورت بھی پوشیدہ ہے، لہذا اُس نے آنکھیں بند کر کے طوق لغعت قبول کر لیا۔

”مجھے پہچانتے ہو۔!“ حمید اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ اور پھر اُس نے اُس
کے کارڈ پر بھی نظر ڈال۔

تب اُسے یاد آیا کہ اُس کا چہرہ اُسے جانا پہچانا سا کیوں معلوم ہو رہا تھا! .
یہ ایک مشورہ بزنس میں اور کرکٹ کا پروٹو انگلی راجن باول تھا! . . .

”جتنی معاف کیجئے گا! . . .!“ حمید ہستا ہوا بولا! . . .
”تم کسیٹن حمید ہی ہونا۔!“

”اس میں کبھی شبھے کی گنجائش نہیں۔!“

”مجھے دراصل تم سے ایک کام ہے۔!“

”زمائیے۔! مجھے بے حد خوشی ہو گی اگر آپ کے کسی کام آنکھوں۔!“

”میرا سر پھاڑ دو۔!“ اُس نے سنجیدگی سے کہا! . . .
حمید منس پڑا! . . .

”میں سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں صاحبزادے۔!“

”پھر مجھے دوبارہ کہنا پڑے گا کہ آپ ضرورت سے زیادہ پی گئے ہیں۔“

”فدا کے لئے سنجیدگی سے سُنو۔!“ اُس نے بھرا تی ہوئی آواز میں کہا!

اور پھر حقیقتاً حمید کو چونکھا ڈیا۔ اُس کی دالنت میں کچھ دیر پہنچے دالی بکواس تو
ایک لفگ ہو سکتی تھی۔ لیکن اب۔?

”اس نے بنگور اُسے دیکھتے ہوئے کہا“ فرمائیے۔ میں بالکل سنجیدہ ہوں! . . .

”ضرورتا۔“ میں میرا سر پھاڑ دینا چاہیے۔!“ راجن بولا!“ تسمح جی میں نہیں آرہا کہ

میں اس وقت اپنے خیالات کا اطمینان کن الفاظ میں کروں کہ تم مافی الغیر سے آگاہ ہو جاؤ!

”خیر چلے۔ . . تھیک ہے! میں سمجھ گیا۔!“

”کیا سمجھ گئے۔!“

”بُری بات! میں تم سے عمر میں بہت بڑا ہوں!“ وہ انگلی اٹھا کر بولا۔
حمدید نے سوچا یوں نہ مانے گا۔! یعنی اتنی زیادہ پی گیا ہے کہ بڑھا پئے نے ماضی کی
ہٹن چلا گئے لگادی ہے۔ وہ چند لمحے مضحكاً انداز میں اُسے دیکھتا رہا۔ . . پھر مسکا کہ
بولا!“ اور پوچھ گے!

”اچھا تو واقعی قم یہی سمجھ رہے ہو کہ میں نئے میں ہوں!“

حمدید نے لاپرواں سے شاذ کر جبکش دی۔!

”مجھے تو تمہاری حالت پر محض آیا تھا؟“ بولڑھے نے کہا!

”اچھا۔ آ۔ آ۔!“

”یقیناً۔ . . جوان ہو۔ خوش رو بو۔ ساحبِ حیثیت بھی معلوم ہوتے
ہو۔ پھر بھی اپنی میز پر نہا۔ اُدھرہ عالم ہے کہ رئے کے لئے ادنی ہی کسی نہ کسی کے
ساکھرِ نفس کر رہے ہیں۔!

”میں بُرچماری ہوں۔!“ حمید نے غصے لھے میں کہا

”اور یہاں پیشیا کر رہے ہو!“ وہ قہقدہ لگا کر بولا!

”تسلیمی العیتی کا منتظر ہوں جو مجھے کسی پری خانے کا پتہ بتاوے!“

”اوہوں!“ بولڑھا اُسے گھورتا ہوا غصیل آواز میں بولا!“ تو تم مجھے لڑکیوں کا
دلال سمجھ رہے ہو۔!

”ہرگز نہیں۔ . . تم تورحت کے فرشتے ہو!“

”میرا میرا کارڈ!“ وہ جیب سے اپنا تعارفی کارڈ نکال کر میز پر پٹختا ہوا بولا،

”تم کیا سمجھتے ہو!“

حمدید نے مہے پھیر لیا۔ . . لیکن وہ اُس کا اتحہ کپڑا کر جھنجھوڑتا ہوا بولا!“ نہیں
دیکھو۔ . . دیکھو! . .

”تم شامہ سمجھتے ہو کہ میں تمہیں نہیں بیجا تما۔!“

۔ کس وجہ سے آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا سرچھٹ جاتے ۔ !
”بانکل ۔ لیکن ودودہ کروک وجوہ معلوم کر کے تم نہ سوگے نہیں ۔ !“
”حمدید کچھ نہ بولا اور سمجھیدہ ہو گیا تھا ۔
”میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے ۔ !“ راجن کچھ دیر بعد بولا ایکن جملہ پر اکتے بغیر سی خاموش
ہو گیا ۔

”کہتے ۔ . . کہتے ۔ !“
”سمجھ میں نہیں آتا کس طرح کہوں ۔ تم کیا سمجھو گے ۔ !“
”محبوبی ہے ۔ !“ حمید خشک لمحے میں بولا ۔ ”کس طرح میں دلایا جائے ۔ !“
”ہوں اچھا دیکھو ! اگر میں تم سے یہ کہوں کر مجھے بیویو شی کی حالت میں میرے گھر
پہنچا دو تو تم کیا سمجھو گے ۔ !“
”کچھ بھی نہیں ۔ !“ حمید مسکرا ۔ ” میں آپ کی زندہ دل کے بارے میں بہت کچھ
ہوں چکا ہوں ۔ . . !“

”لیکن یہ نہ آتی ہے ۔ میں مر جانے کی حد تک سمجھیدہ ہوں ۔ !“
”تو کہتے نا ۔ . . !“

زخمی ہو کر ۔ بظاہر بیویو شی کے عالم میں گھر جانا چاہتا ہوں ۔ !
”زخمی ہوتے بغیر بھی آپ بیویو شہ ہو سکتے ہیں ۔ !“
”تو پھر کرونا کوئی تدبیر ۔ ?“
”ظاہر ہے کہ اس سے پہلے میں وحی جانا چاہتا ہوں گا ۔ !“
” بتاتا ہوں ۔ ! کچھ پڑے ۔ !“
”لہتیں ۔ . . شکریہ ۔ . . !“
”میں پیوں گا ۔ !“

حمدید نے اشارے سے دیڑھ کو بُلایا ۔ . . راجن نے اُس سے کہا ۔ ”بُردن ۔ . .
برفت اور آرینج جوس کے ساتھ ۔ !“
دیڑھ کے چلے جانے کے بعد تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر راجن بُرڈر کیا ۔ ”یہ خوت
نہیں ہے ۔ میں کسی سے نہیں ڈرتا ۔ !“ . . . ہرگز نہیں ۔ . . میری ساری زندگی حادثات
اور کافر ناموں سے پُر ہے ۔ . . لیکن ۔ . . میں ۔ . . میں ۔ . . لیکن ۔ . . میں ۔ . . لیکن ۔ . .
اُس کا سامنا نہیں کر سکتا ۔ ?“

”کس کا ہے ۔ ?“ حمید نے پوچھا ۔ . .
”بیوی کا ہے ۔ !“ وہ سر اٹھا کر اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا ۔
”حمدید کو منہی آگئی ۔ !“
”دیکھو ! دیکھو ۔ !“ وہ بُرداں کر بولا ۔ ”تم نہیں رہے ہو ۔ !“
”میری کمزوری ہے ۔ . . لفظ بیوی پر مجھے منہی آجاتی ہے ۔ . .
”وہ کیوں ہے ۔ ?“ راجن کا لمحہ غصیلا تھا ۔
اتھ میں دیڑھ بُردن اور آرینج جوس لے آیا ۔
حمدید کہہ رہا تھا ۔ . . ”حقیقاً یہ لفظ میں بی ہایو تھا جسے ہم لوگوں نے اُردر
میں بیوی پناڑا ۔ !“
”بہت شیطان ہو ۔ !“ راجن اُس سے تھسٹر دکھا کر بولا ۔ اور خود بھی منہنے لگا ۔
”بہر حال میں سنجیدہ ہوں ۔ !“ حمید نے کہا ۔
”اب تم نے شہد کی مکھیوں کے چھتے والی بات پھیری ہے تو ہُس کو کوئی
یرے لئے الیسی ہی ہے ۔ میں اُس سے ڈرتا نہیں ہوں ۔ . . لیکن وہی مکھیوں کی
سی بھنجنا ہٹ ۔ زبان تھکنے کا نام ہی نہیں لیتی ۔ اور میں سوچتا ہتا ہوں یا فدا یا
تو اس کی زبان بند کر دے یا مجھے بی ابی منہ سلا دے ۔ !“
”لے شہد کی مکھیوں کا چھترہ

کو رجکا ہوں۔۔۔ کوئی بیوی آٹھ دس سال سے زیادہ زندگی رہی۔۔۔ بیوی ۰۰۰
کی سمجھتے ہو۔۔۔ کیا عمر ہو گئی اُس کی۔۔۔!

”بھلا میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔۔۔!

”صرف بائیس سال۔۔۔ اور وہ خود ہی بیری طرف چکی تھی۔۔۔
”ما شاء اللہ۔۔۔!

”لیکن میں اُس کی نہ رکھنے والی زبان سے نالا ہوں۔۔۔!

”پھر میرے لئے۔۔۔ کیا حکم ہے؟“

”جیسے کہا ہے اُسی طرح میرے لئے گھر پہنچا دو۔۔۔!

”ایسے آدمی کا سر چاڑتا میرے بس سے باہر ہے۔۔۔!

”تو میں یونہی بیووش بنا جاتا ہوں۔۔۔ لیکن تم تھی سے کہو گئے کیا۔۔۔!

”یہی کہ دوڑکیوں نے انہیں روک لیا تھا۔۔۔!

”کیا۔۔۔ بھر وہ دہڑا۔۔۔

”اوہ۔۔۔ مطلب یہ کہ۔۔۔ یہ بھی آپ ہی بتائیے۔۔۔!

”وہ تھوڑی دیر سک کچھ سوچا رہا۔۔۔ پھر بولا!“ کہہ دینا گاڑی مٹک کے کنارے کھڑی مل تھی۔۔۔ اور یہ اسٹرینگ پر سڑا لے بیووش پڑے تھے۔۔۔!

”اگر انہوں نے پوچھا کہ میتال لے جانے کی بجائے گھر کیوں لے آئے تو۔۔۔ اور پھر تمہیں گھر کا پتہ کیونکہ معلوم ہوا۔۔۔!

”میں کوئی گنم آدمی تو نہیں۔۔۔ تم مجھے پلے سے جانتے تھے؟“ راجن نے لاپرواں سے شاذوں کو جنبش دے کر کہا۔۔۔

جمید نے سوچا چلو اچھا ہی ہے اس طرح تھی سے جان پچان بھی ہو جلتے اور راجن کی خیریت دریافت کرنے کے لئے اُس سے دوبارہ بھی لے کے گا۔۔۔

جمید خاموشی سے اُس کی بیوی کے متعلق سوچا رہا۔۔۔ اور کیوں نہ سوچتا جب کہ اُس کی بیوی ہی کے تسلطے چھانا تھا! ایک بار کہیں ایک بڑی شوخ چنل اور زندگی سے بھر لے لڑکی نظر آئی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اُس کی رگن میں خون کی بجائے سیاپ روائ ہو۔۔۔ جمید نے ٹھنڈی سانسیں بھرمی قیس لورہ اُس کا ساتھی بولا تھا ”مایوس س ہو جاؤ۔۔۔ شادی شدہ ہے؟“۔۔۔ پھر اُس نے راجن بالوں کی طرف اشارہ کر کے کہا تھا ”دہ رہا شوہر بھی۔۔۔“

جمید نے جھلک کر کہا تھا ”میں ایسے معاملات میں مذاق نہیں پسند کرتا۔۔۔!

”عام طور پر لوگ اُسے اُس کی بیوی ہی سمجھتے ہیں۔۔۔!

پھر کچھ دیر بعد جمید کو اُس کی بات پر یقین آگیا تھا۔۔۔ لیکن وہ عورت اُس کے ذہن میں ایک انجانی سی خلش چھپوڑگئی تھی۔۔۔

”تم کیا سوچنے لگے۔۔۔“ راجن نے کچھ دیر بعد کہا!

”مگر۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ جمید چونکہ کر بولا!“ میں پوری طرح سمجھ گیا!۔۔۔ بھرمن آنی رات گتے تک باہر رہنے پر چراپا ہوں گی۔۔۔ اس لئے آپ چاہتے ہیں کہ خصہ آنے سے پلے ہی وہ بوجھدا جائیں۔۔۔ اور آپ سکون سے رات برکر کیس سے کیوں ہے۔۔۔

”بالکل یہی۔۔۔ وہ میز پر ماڈ کر بولا!“ واقعی قم اپنے عمدے اور پیشے کے لئے موڑوں ترین آدمی ہو گئیں۔۔۔ خیراب میں تھیں پوری بات بتا دوں۔۔۔

بیوی نے کہا تھا کہ اُس کے بیمار بھائی کی مزاج پر سیکر کر آؤں۔۔۔ برشام کی بات ہے۔۔۔ میں گھر سے نکلا راستے میں دوڑا کیاں بل گئیں۔۔۔ اور ہر کچھ لایں۔۔۔ تمہارے

چہرے پر چیرت کے آثار دیکھ رہا ہوں! ہر نہہ۔۔۔ مژروح ہی سے لٹکیاں میرے گرد پھراتی رہی ہیں۔۔۔ اس ٹبرھاپے میں بھی یہی عالم ہے۔۔۔!

وہ خاموش ہو کر فخریہ انداز میں جمید کی طرف دیکھتا رہا پھر بولا!“ کئی شادیاں

بل کی قیمت ادا کر کے وہ آرکنچو سے باہر آتے۔!
”ادروہ دونوں لڑکیاں کہاں ہیں!“ حمید نے پوچھا۔
”جہنم میں جائیں!“ راجن بڑھایا۔
”خیر ہاں تو اب مجھے کیا کرنا ہے!“

”یہ رہی میری گاڑی!... میں پچھلی سیٹ پر لیٹا جاتا ہوں...“ تم اس پتہ
پڑھو۔... اچھے لڑکے میں ہمیشہ تمہارا منون احسان رہوں گا!“ راجن نے کہا۔
اور جیب سے اپنا دوسرا تعارفی کارڈ نکال کر حمید کو دیتا ہوا بولا۔ اگر پیسخ کر گھنٹی بجا ناجو
بھی باہر آئے اُس سے پوچھنا راجن یا لوگ کامکان یہی ہے نا۔... چھڑا سے بتانا کہ
آنی رات گئے والی تمہاری موجودگی کا کیا سبب ہے!“

حمدی نے کارڈ پر پتہ دیکھا!... اور انہیں اشارہ کر کے چل پڑا۔ گاڑی شاندار
تھی شیورکٹ کہیا مودل۔...

”تم بھی تو کافی کھلنڈرے مشور ہو!“ پچھلی نشست سے آواز آئی۔

”ہاں۔۔۔ لیکن ہوش ہی میں رہ کر۔!“

”اب تم اپنے ملنے جنے والوں میں میرا مخفیہ اڑاتے پھر دے گے۔!
”میرا خیال ہے کہ مجھے اس کام کے لئے منتخب کر کے آپ نے عقائدی کا ثبوت
دیا ہے! آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں صحیح تک اس واقعہ کو فراہوش کر دوں گا!“
”حقیقتاً اسی موقع پر میں نے تمہارا انتخاب کیا تھا۔۔۔ باجھے یقین ہے کہ تم اسے
ہمیشہ راز ہی رکھو گے۔...!“

”جی ہاں۔۔۔ اب براہ کرم بھیوش ہونے کی کوشش کیجئے۔!
راجن نہیں پڑا۔...“

”نهیں میں سمجھی دی گئی سے کہہ رہا ہوں۔... آپ کے پھرے پرالیے آٹا نہ ہونے

چاہتیں کہ بناؤتے تھے،۔۔۔ جیا تے۔۔۔ لہذا آنکھیں بند کیجئے اور چپ چاپ پڑے رہئے۔
غنو دگی کی سی کیفیت پیدا ہو سکے تو کیا کہنا۔۔۔“
”یار اس سے بہتر تو یہ تھا کہ تھوڑی سی اینیوں لے لیتا۔!“
چھروہ کچھ نہ بولا۔۔۔ پندرہ یا میں مت بعد گاڑی مودل کا لفٹ میں داخل
ہوئی، یہاں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر مقعد دبڑی بڑی عمارتیں بھری ہوتی تھیں۔
حمید نے۔۔۔ ایک آدھ جگہ گاڑی روک کر ٹماڑج کی روشنی میں عمارت کے فنر
بھی دیکھے اور پھر راجن ولائک بھی جا پہنچا!—

راوھر گاڑی میں راجن بے شدھ پڑا تھا! . . . حمید نے ایک بار پھر اُس کے چہرے پر روشنی ڈالی اور اُس کی اوکارانہ صلاحیت پر عش عش کرنے لگا . . . بالکل ایسا ہی لگتا تھا جیسے کوتی برسوں کا بیمار نقاہت کی وجہ سے بیوش ہو گیا ہوا! . . .

دروازہ کھل گیا تھا! . . . لیکن فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے اندازہ نہ کر سکا کہ پھر کیدار کس سے کیا کہہ رہا ہے!

درہی دیر بعد ایک عورت لکھر آئی جو پرتوح سے نکل کر چاہک کی طرف وکٹی آہی تھی! . . . حمید سنبھل کر کھڑا ہو گیا! -

روشنی اُس کی پشت پر تھی اور باہر انہیں ہوا تھا! اس لئے خدو فال واضح طور پر نہیں دکھائی دے رہے تھے! . . .

قریب پہنچ کر وہ ہمپتی ہوتی بولی! "کون ہے — کیا ہے ۔۔۔ کیا ہوا ۔۔۔!"
"راجن بابر — بیوش ہیں! " حمید آہستہ سے بولا! . . . اور پھر راجن کے چہرے پر طاری کی روشنی ڈالی۔

"کیا ہوا! . . . ایکیٹھنٹ! . . . اوہ! . . . بتائیتے! . . ."

"نہیں محترمہ نکر کی بات نہیں! . . . کہیں چوٹ نہیں آئی! . . . ایک مردک کے کنارے گاڑی کھڑی تھی اور یہ اسٹینگ کپ پر سر کھے بیوش تھے! "
"اوہ تو آپ ان کے ساتھ نہیں تھے! . . ."

"نہیں محترمہ! — میں ان کے لئے اجنبی ہوں! . . ."
وہ منظر بانہ انداز میں مٹری! . . . اُس کے پچھے دو آدمی اور بھی اندر سے آتے تھے۔

"نکالو! . . . نہیں گاڑی سے نکالو! . . . اندر کے چلو! . . ."

نہیں

یہاں کے بند تھا! حمید نے گاڑی روک کر باری سیتے! . . . پھر کیدار آتا ہوا دکھائی دیا! . . . ابھی اُس نے چاہک کھولا بھی نہیں تھا کہ حمید نے پرچھا!
"راجن بابر — یہیں رہتے ہیں نا!"

"جی صاحب! —!" سلاخون دار چاہک کے پیچے سے آواز آئی۔
چاہک کھل گیا! . . . حمید گاڑی سے اتر آیا!

"اوہ راؤ! — گاڑی کے قریب! . . ."
"جی صاحب! —!" پھر کیدار گاڑی کی طرف بڑھتا ہوا بولا! حمید نے جیب سے پسل ٹارتھ نکال کر راجن کے چہرے پر روشنی ڈالی! . . .
"یہ راجن بابر ہی ہیں نا! —!"

"جی ہاں! . . . پھر کھلاتے ہوئے لجھے میں بولا! " انہیں کیا ہوا! . . . بیوش میں! —!" تم اندر اطلاع کرو! . . ."

پھر کیدار مردکر اندر بھاگتا چلا گیا! پرتوح کا بلب روشن ہی تھا! حمید نے اسے برآمدے میں پہنچ کر گھنٹی کا ٹمن دباتے دیکھا!

کبھی وہ تک دبایا اور کبھی دلوں ماتھوں سے دروازہ پیٹنے لگتا!

حمدہ وہیں کھڑا رہا! یہ دونوں ملازم معلوم ہوتے تھے! گاڑی کا دروازہ کھول کر وہ راجن کو باہر نکالنے کی کوشش کرنے لگے۔ پچکیدار بھی اُن کے ہاتھ بنانے کے لئے قریب آگیا تھا!

پھر راجن کی بیوی اُس وقت حمید کی طرف مکری تھی جب وہ راجن کو ہاتھوں پر اٹھاتے چاہک سے گذرے ہے تھے!۔

”کیا آپ تھوڑی دیر کے لئے اندر آنا پسند فرمائیں گے؟“ اُس نے کلپاتی ہوئی آواز میں پوچھا!

”جی۔ جی! ہاں۔۔۔ میرے لائی مزید کوئی خدمت۔!“

وہ کچھ نہ بولی حمید اُس کے پیچے چلتا رہا۔۔۔

پھر وہ جس کمرے میں آتے وہ خوابگاہ ہی کی جیشیت سے استعمال ہوتا تھا! راجن کو سہری پر ڈال دیا گیا!۔

سورت کے پیچے پنج سارہیگی کے آثار نظر آ رہے تھے!

”کیا آپ انہیں پسلے سے جانتے تھے۔!“ اُس نے حمید سے پوچھا!

”جی نہیں۔!“

”تو پھر پتہ کیسے معلوم ہوا تھا آپ کو۔!“

حمدہ نے جیب سے راجن کا تعارفی کارڈ اُس کی طرف بڑھاتے ہوئے کما۔۔۔

یہ ان کی جیب سے برآمد ہوا تھا ایسے بھی ہو سکتا تھا کہ یہ کسی اور کام ہوتا۔۔۔ بلکن میں نے مناسب یہی سمجھا کہ اس پتہ پرویجہ ہی لیا جاتے۔!

”اُن کی جیب میں پرس بھی ہو گا۔!“

”محترم۔۔۔!“ حمید نکلا یا!۔۔۔ میں اُس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک کیا ہوش میں نہ آ جائیں۔۔۔“

”معاف کیجئے گا۔۔۔!“ وہ جلدی سے بولی! ”آپ سمجھنے نہیں۔۔۔ ہو سکتا ہے آپ سے پہلے بھی کسی نے ان کی جامہ تلاشی لی ہو۔!“

”خدا جلنے!“ حمید بیزاری سے بولا!۔۔۔ کیونکہ وہ اس وقت اتنی دلکش نہیں معلوم ہو رہی تھی جتنا اُس پارٹی میں تکی جہاں اُس نے اُسے پہلی بار دیکھا تھا! اس وقت نہ ہنڑوں پر شوخ رنگ کی اپ اٹک تھی اور نہ پھرے پر فازے اور کریم کی تھیں۔!

”راجو۔۔۔ ڈاکٹر لوڈھی کو فون کرو۔۔۔!“ وفتا اُس نے ایک ملازم سے کہا اور وہ باہر ٹلا گیا!۔۔۔

”خاصی سردی ہے!۔۔۔“ وہ حمید کی طرف مڑکر بولی!۔۔۔

”اس کے باوجود بھی مجھے پیمل ہی واپس جانا پڑے گا!“ حمید ٹھنڈی سانس لے کر بولا!

”آپ کہاں رہتے ہیں!۔۔۔“

”میرا پتہ۔!“ حمید نے اپنا تعارفی کارڈ اُس کی طرف بڑھاتے ہوئے کما! اُس نے کارڈ ہاتھ میں لے کر پہلے تو اپنی سی نظر ڈالی پھر جلدی سے اُسے پھر کے قریب لے آئی۔

”اوہ۔۔۔ معاف کیجئے گا۔۔۔!“ وہ متjurانہ لمحے میں بولی!

حمدہ کچھ نہ بولا! اوہ اُسے گھر سے جا رہی تھی!۔۔۔ کچھ دیر بعد ہٹکائی ”ڈر۔۔۔“

”ڈر ایور آپ کو مچھوڑ آئے گا۔!“

”کوئی بات نہیں۔۔۔!“ مجھے تشویش ہے!۔۔۔ کیا اکثر ان پر بھیوش کے درمیے پڑتے رہتے ہیں اے!“

”بھی نہیں۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔“

”کبھی اتنی پی لیتے ہوں۔۔۔!“

”تھیں!“ وہ جلدی سے بولی! ”اس حال میں نے کبھی نہیں دیکھا! . . .
بلاؤش نہیں ہیں! . . . لڑنے کی بھی کبھی ایک آدمی گے لے لیتے ہیں! . . .“
دنقاوہ ملازم تھرے میں داخل ہوا، جون پرڈاکٹر کو اطلاع دینے گیا تھا! . . .
اُس کے چہرے پر عجیب سے آثار تھے! -
”کیوں!“ نمی نے استجواب، ہیر انداز میں پوچھا! -
”صاحب پتہ نہیں کرن بدمیز ہے۔!“ وہ ہاتھا ہوا بلالا!
”کون -؟“

”یہاں سے گیا تو محنتی بخ رہی تھی! ریسیور اٹھایا تو دوسری طرف سے بولنے
والے نے بے تکاشہ گالیاں دیں۔ چھر کئے لگا کہ آپ کروفون پر بیج دیا جائے! -“
”کون ہے؟“ وہ خصیل آواز میں بولی! -
”پتہ نہیں . . . زبان ہی نہیں تھکتی سور کے پتھے کی -!“
”مھریے۔ میں دیکھتا ہوں!“ حمید بولا!
”میں بھی چلتی ہوں۔ پتہ نہیں کون ہے۔!“
چھروہ سب اُس تھرے میں آتے جہاں دون رکھا ہوا تھا! نمی نے جھپٹ کر
ریسیور اٹھایا!

”ہیلو!“ اُس نے ماڈل پیس میں کہا! ”میں من راجن بل رہی ہوں!“
چھر حمید نے اُس کے چہرے پر جھنجھلامٹ اور شرمندگی کے آثار دیکھئے۔ اور
وہ حلی چھار پر جنی ”شٹ آپ۔!“
اُس کے بعد وہ ریسیور کریل پر پٹختے ہی جا رہی تھی کہ حمید نے آگے بڑھ کر ریسیور
اُس کے ہاتھ سے لے لیا!

”قہقہے کی آواز اُس کے کان میں گونجی اور اُس نے ماڈل پیس میں کہا ”ہیلو۔

۲۱
کون صاحب ہیں!“
”قہقہے رک گیا اور کوئی کھکار کر بولا!“ آپ کون ہیں! -!
”کیپن ساجد حمید اف ایشلی جنس بیوریو!“
”اوہ — ویری گد! . . . ہم ہی چاہتے تھے کہ کسی طرح آپ فون پر آئیں...“
”مھریے . . . براہ کرم ہولڈ آن کیجئے . . . ایک صاحب آپ کو ایک بہت بڑے
راز سے اگاہ کرنا چاہتے ہیں!“
دوسری طرف سے آواز بندہ ہو گئی اور حمید کان سے ریسیور لگاتے کھڑا رہا!
”دیکھا تھا!“ نمی نے مغضوب رہا انداز میں پوچھا! -
حمدی نے ہاتھ اٹھا کر اُس سے غاموش رہنے کا اشارہ کیا! -
دوہنٹ گزد رگتے . . . لیکن چھر کوئی آواز نہ آئی۔ دیے دوسری طرف بھی ریسیور
کریل پر نہیں رکھا گیا تھا! -
اب حمید نے ماڈل پیس پر ہاتھ رکھ کر نمی سے کہا ”کسی نے ہولڈ آن کرنے
کو کہا ہے۔ لیکن آنادوت گذر گیا! . . . اُدھر بھی شاہزاد ریسیور میزراہی پر
پڑا ہوا ہے!“
”دنقا ایک بیج سنائی دی۔ ریسیور میں نہیں۔ بلکہ وہ آوازہ تو کسی
تریبی تھرے ہی سے آئی تھی۔“
نمی اچھل پڑی اور یہ کہتی ہوئی دوڑاڑے کی طرف حصھپی! ”راجن یا یو، . . .
بوش میں آگئے ہیں . . .!“
لیکن حمید سوچ رہا تھا! . . . کیا پچکر ہے . . . کہیں وہ کسی سازش کا شکار
نہیں ہو گیا!
”فون کال، . . . اور اب بیجخ، . . . راجن کس تکریں ہے۔ اب

کیا کرنا چاہتا ہے...
وہ اب ریسیور کان سے لگاتے دیں کھڑا تھا!

راہداری سے درستے ہوتے قدموں کی آواز آتی...
دوسری طرف سے فون کا سلسلہ بھی منقطع کر دیا گیا...

نمی کھرے میں داخل ہوتی بُری طرح اپنے رہی تھی...
”وہ—وہ— فرش پر اندھے پڑے ہوتے ہیں...“ وہ بدقش کہہ

لکی!...
جمید نے طویل سالن لے کر ریسیور کی پٹل پر رکھ دیا...

”چلتے— دیکھتے!...“ وہ جمید کا بازو پکڑ کر دروازے کی طرف کھینچتی ہوتی
بڑی!“ انہیں پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے— وہ انہیں کی جمع ملھی!“

جمید بُرا سامنہ بناتے ہوتے اُس کے ساتھ چلتا رہا! وہ خواب گاہ میں اسے
راجن پیغام بخوبی کھرے ہی میں موجود تھے!...

”اوہ— کب آئے گا؟ اکثر—!“ نمی نے گھری کی طرف دیکھتے ہوتے
کہا“ بلاک سروتی ہے...“

”ایں ملازم سے بولی“ تم کافی کے لئے پانی ہی رکھ دو—!
وہ سوچ رہا تھا بھی طرح تھائی لے اور وہ راجن کے کان کے پاس منہ لے جا کر
پوچھئے“ بدھے ہیئے اب کیا چکر ہے؟...“

”دنعتاً وہ نمی کی طرف مڑ کر بولا!“ لیکن ابھی تک ڈاکٹر کو فون نہیں کیا جا سکتا با
”میں خود جا رہی ہوں!...“ نمی نے کہا اور کرے سے چل گئی... جمید نے
دلنوں توکر دی کر بھی باہر جانے کا اشارہ کیا!—

اہد تب وہ راجن کے قریب دراز بیٹھ کر جبکتا ہوا آہستہ سے بولا“ یہ
سب تو پروگرام میں شامل نہیں تھا... بڑے صاحب!“

لیکن راجن نے جنبش بھی نہ کی! وہ بدستور آنکھیں بند کئے گھری گھری سالنیں
لے رہا تھا!...

”اب سید ہے ہو جاؤ دوست!... ورنہ میں سب کچھ شرمندی جی سے تباودوں گا!“
جمید نے پھر جگ کر کہا۔ لیکن اس بار بھی راجن پر کوئی اثر نہ ہوا!—
جمید اُسے جھنجھجھوڑنے لگا!... گزر تجویز صفر!

اب اُسے تشویش ہوتی تھوڑی دیر تک فاموش رہا پھر مختلف جگہوں پر لگدا
کر بھی دیکھا! لیکن راجن میں خدا برادر بھی تبدیلی نہ ہوتی!—
نمی واپس آگئی! اُس نے بتایا کہ ڈاکٹر کو فون کر دیا گیا ہے۔ وہ دس منٹ کے
اندر اندر پہنچ رہا ہے... چھر اُسی کی تجویز پر جمید نے راجن کا اٹھا کر دوبارہ
مسہری پر ڈال دیا!—

”اوہ— کب آئے گا؟ اکثر—!“ نمی نے گھری کی طرف دیکھتے ہوتے
کہا“ بلاک سروتی ہے...“

”ایں ملازم سے بولی“ تم کافی کے لئے پانی ہی رکھ دو—!
”جلایا!“ جمید بھی کافی کی ضرورت محسوس کر رہا تھا!... نمی نے دوسرے
ملازم سے کہا“ تم چھا بھک پر ڈاکٹر کا انتفار کر د—!
وہ بھی چلا گیا!...

کچھ دیر بعد نمی نے جمید سے پڑھا!“ آپ سبیلا کر جانتے ہیں!... اکثر
آپ کا تذکرہ کرتی رہی ہے۔“

”اوہ— وہ مریمہ سرگر!“

”بھی ہاں... بڑے لطیفے سناتی ہے آپ کے!“

اب حمید کے خیالات کی رو دری طرف پڑی! اکنہیں یہ خود راجن ہی کی حرکت نہ ہوا!
اُس نے سوچا ہو گا کہ ڈاکٹر کے آتھے ہی پول کھل جائے گا! اسکا کیوں نہ خود ہی مورنیا
کا انجکشن لے لیا جائے — لیکن وہ فون کال؟ اُس فون کال کا مطلب یہی ہو سکتا
تھا کہ اس ڈرائیور کا پلاٹ اچانک نہیں بن گیا تھا بلکہ پلے سے بنایا گیا تھا! راجن
نے اُن لوگوں کو کھرے سے ہٹانے کی تدبیر پسلے ہی سے کر رکھی تھی۔ اُسی کے
کمی گروگے نے فون کیا تھا — ہے لیکن کیوں؟ — کیا یہ سازش خود
اُسی کے خلاف تھی؟
اُس کے خلاف تھی تو — کیوں؟ — کس قسم کی سازش ہے بساش
کرنے والے کیا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر ہلا گیا تھا! حمید خیالات میں کھویا رہا! تھوڑی دیر بعد کافی آگئی! —
”میں آپ کی شکرگزار ہوں کیا! .. پتہ نہیں اُن کے ساتھ کیسا حادثہ پیش
آیا ہے؟“ نتی نے کافی کی پیالی حمید کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا! پھر نوکر دل سے
لولی ”تم لوگ بھی کافی پیو — بہت مردی ہے — جو کیدار کے لئے
بھی بخجا دینا!“

اب مجھے تو ساری رات جاگنا ہی ہے .. اوہ — ہاں ڈرائیور کہاں ہے!
اُس بحث کے کان پر توجوں بھی خردیگی — اُسے جگاؤ! .. صاحب کو کہے
جانا ہے!“

حمدی نے شکریہ ادا کر کے پیالی اُس کے ہاتھ سے لیں لیکن اُس وقت گھوٹ
نہیں لیا جب تک وہ خود نہیں پینے لگی تھی حمید نے پسلا گھوٹ لے
کر پاپ سلگایا اور کافی کے ساتھ ہلکے ہلکے کش لیتا رہا! —
بڑی بڑی خواہناک آنکھیں .. . بیضوی چہرو .. . یک شرپی سی لٹ پیشانی پر
ٹرح سونے دیا جائے خود ہی اٹھیں گے — !“

حمدی کچھ نہ بولا! دیر سے تباکو کی علب محسوس کر رہا تھا آخر اُس نے کہا! ”اگر میں بیاں
تبکر .. .“
”شوق سے شوق سے مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا — !“ وہ جلدی سے بولی!
حمدی پاپ میں تباکو بھرنے لگا۔ ٹھیک اسی وقت ڈاکٹر بھی کھرے میں داخل ہوا! ..
حمدی نے پاپ پھر جیب میں ڈال لیا۔ ڈاکٹر نے اُس سے ”حالات“ معلوم
کئے اور راجن کا معاہدہ کھرنے لگا! .. . اُس کے دونوں بازوں کھول کر دیکھے! ..
اور تھوڑی دیر بعد سراٹھا کر بولا! ”کوئی لشہ اور چیز انجکٹ کی گئی ہے .. . غالباً مارنیا!“

”مارنیا!“ حمید کے لمحے میں حیرت تھی! .. .“
”بھی ہاں .. . اور اسے بھی زیادہ دیر نہیں گذری۔ لیکن آپ کے بیان
سے معلوم ہوتا ہے کہ بیرونی بہت دیر سے طاری ہے .. . اور بیکھتے یہ
نشان بالکل تازہ ہے! ..“

حمدی نے آگے بڑھ کر بامیں بازو پر نشان دیکھا! جلدی کے نیچے خون کا نقطہ سا
ظر آگئا تھا! .. . نشان حقیقتاً تازہ تھا! .. . اُس نے سوچا کیا وہ چیخ اسی
انجکشن سے متعلق رکھتی تھی — اور تو کیا آئیں فون پر الجایا گیا تھا! —
کوشش کی گئی تھی کہ راجن کھرے میں تھنا رہ جائے! ..
اب وہ نتی کوشش کی لظر سے دیکھ رہا تھا! — لیکن اُسے اُس کے چہرے پر
سر اسیگی ہی کے آثار لظر آتے! ..

”پھر اب کیا ہو گا؟“ وہ ڈاکٹر سے پوچھ رہی تھی! —
”فکر نہ کیجئے! .. . دل کی حالات بہتر ہے۔ سسٹم پر مورنیا کے علاوہ اور
بھی قسم کے بڑے اثرات کا سڑاگ نہیں تھا .. . میرا خیال ہے کہ انہیں اسی
ٹرح سونے دیا جائے خود ہی اٹھیں گے!“

تارے کا قتل

جب دوبارہ آنکھ کھلی تو اسے اچھی طرح یاد تھا کہ کسی پر بیٹھے بیٹھے ہی نہیں
آنکھی تھی۔ ذہن کچھ اور صفات ہونے پر احساس ہوا کہ اب بھی اُسی کسی میں
نیم دلازم ہے سانسے والی کرسی پر نمی آنکھیں بند کئے پڑی تھی!
اُس نے سیدھا ہزا چاہا اور کسر کے قریب ریڑھ کی ٹہری درد سے
بچنے لگی۔

بُشکل تن کر بیٹھے سکا۔ سر جایں جایں کر رہا تھا! ۰ ۰ ۰ میز پر رکھی
ہوئی ٹام پیں پر نظر پڑی۔ ساٹھے پچھنج رہے تھے۔
دنعتاً اُس نے راجن کی آواز سنتی اور چونکہ پڑا۔ ۰ ۰ ۰ وہ پیر لٹکتے ہوئی
پر بیٹھا تھا! ۰ ۰ ۰

اُس نے مُکراتے ہوئے حمید کر آنکھ ماری اور گرج کر بولا! "تم کون ہو؟"
آواز اتنی ہی ملنے تھی کہ نمی کی آنکھیں بھی بھل گئیں اور وہ ہٹر ٹراکر سیدھی بیٹھ گئی۔
کبھی وہ حمید کی طرف دیکھتی اور کبھی راجن کی طرف۔ شامد ایسی ذہن پر غنوڈگی
ہی طاری تھی۔

یہ کون ہے؟ عراجن نے اُسی لمحے میں نمی سے پوچھا۔

مُل کھاتی ہوئی سی ۰ ۰ ۰ اور ۰ ۰ ۰ اور ۰ ۰ ۰ پھر حمید کو ایسا محسوس ہوا جیسے اُن آنکھوں
سے شراب چلکی ہوا ۰ ۰ ۰ اور اُس کی اپنی آنکھوں کے توسط سے رگ رگ میں
پھیلتی چل گئی ہوا ۰ ۰ ۰

مگر یہ کیا ہے ۰ ۰ ۰ وہ چونکہ تو پڑا ایکن پے ہے پنے یعندا کرتی ہوئی نہیں
کے جال سے نہ نکل سکا۔ ٹہری دشواری سے فالی کپ پتاقی پر رکھا تھا ۰ ۰ ۰
اور اور ۰ ۰ ۰ بکری کی پشت سے ہیک لگاتے ہی ٹہری نیند سو گیا تھا!

"یہ . . . یہ . . . کیپٹن حمید۔! "انتی مکلاں۔ "ملکم سراج عسافی کے آفیسر۔!"

"ملکم سراج عسافی۔! ایکوں ہے" وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھ جائیے۔ بیٹھ جائیے۔!" وہ سمعطر بانہ انداز میں ہاتھ بلاکر بولی۔

"آپ کمزوری محسوس کر رہے ہوں گے۔!"

"کیسی کمزوری۔! تم کیا کہہ رہی ہو۔!"

"ادھو۔ ایک منت خاموش رہ کر پہلے پوری بات تو سن لیجئے!"

"سناؤ۔!" اس کا لمحہ غصیلہ تھا۔ . . .

"پہلے ایک سوال کا جواب دیجئے۔!"

"اب کوئی سوال بھی آکو دا جو" وہ پھر لکھنے کے انداز میں بولا۔

"آپ پہلی رات گھر کیسے واپس آتے تھے۔!"

"پ۔ پ۔ پہلی رات۔ . . ! ٹھہرو۔ . . مجھے۔ سوچنے دو۔!"

وہ خاموش ہو کر یادداشت پہ نور دینے کی ایکنگ کرنے لگا۔ پھر تھوڑی دیر بعد تھرا فی آواز میں بولا۔ "وہ۔ دیکھو۔ . . دراصل۔ . . مجھے یاد نہیں ڈیتا۔ . . ٹھہرو۔ . . مل۔ . . میں گاڑی ڈرائیور کر رہا تھا۔ . .

دفعتا میری کپیاں درد سے پھٹنے لگی تھیں۔ آنکھوں کے سامنے انہیں چھا گیا تھا۔!

میں نے گاڑی مڑک کے کنارے روک دی تھی۔ . . سارے جسم سے ٹھنڈا ٹھنڈا پسند پھٹ رہا تھا۔ پھر مجھے کچھ یاد نہیں کیا ہوا تھا۔!"

"یہی صاحب آپ کو گھر لاتے تھے۔ آپ بیوی شستھے تھے۔! "تمی نے کہا۔

"ادھ۔!" وہ حمید کو حیرت سے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "میں معافی چاہتا

ہوں جناب!"

"اب طبعت کسی ہے؟" حمید نے طوہا کر کر پوچھا۔ . .

"جی۔ بس۔ . . اب تو بالکل ٹھیک ہوں۔ . . لقین کچھے؟ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا!"

"میرا خیال ہے کہ یہ کوئی چھوت کی بماری ہے؟" حمید بیزاری سے بولا۔
"کیوں؟ کیوں؟" آپ کیسے کہہ سکتے ہیں۔!"

"مجھے ہی دیکھ دیجئے!" حمید نے سینے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "آپ کو گھر پہنچا کر واپسی کے متعلق سوچ ہی۔ رہا تھا کہ اسی کر سی پر نیند آگئی۔"

"واقعی سمجھو میں نہیں آتا۔ مجھے بھی حیرت ہے! "تمی بولی۔ "میری بھی کچھ یہی حالت ہوتی تھی۔ آپ کی واپسی کا انتظام کرنے کے لئے اٹھنے ہی والی تھی کہ غشی کی سی طرح نیند طاری ہو گئی تھی۔!"

"خدا کر رہے ہیں آپ لوگ ہے۔" راجن نے خوفزدہ لمحے میں کہا۔

"صاحب۔! یہ سوچ رہا ہوں کہ اپنے چیت کو کیا جزاں دوں گا؟" حمید تفکرانہ لمحے میں بولا۔ "وہ میری بات پر کس طرح لقین کرے گا۔!"

کوئی کچھ نہ بولا۔ تھوڑی دیر بعد تمی نے پوچھا۔ "ادھ تو کیا آپ کی غیر حاضری آپ کو کسی دشواری میں بٹلا کر دے گی۔!"

"یقیناً۔" پہلی رات میں ڈیلوٹی پر تھا، جہاں مجھے ہونا پاہیزے تھا۔ رہا میری دم موجودگی پرے تھے کو ہرگز پسند نہ آتے گی۔"

"مجھے بے حد افسوس ہے کیپٹن! بتائیے ہم آپ کے لئے کیا کہ سکتے ہیں؟ "تمی نے پوچھا۔

"کوئی کچھ بھی نہیں کر سکتا!" حمید نے ٹھنڈی سالت لی۔ "کریں فریہی ایک ناقابل عبور حرا کا نام ہے۔!"

”پھر اب کیا ہو گا۔“ راجن نے پوچھا۔
 ”کچھ بھی نہیں۔ دیکھا جاتے گا۔ ہے؟“
 ”جہاں کہتے ہے آپ کو چھوڑ آؤں ہے؟“
 ”نہیں اب ناشستہ کے جاہل گے۔ ہے؟ نبی بولی!“
 ”نبی محرم۔ اس پر محروم تھیتے! درد رات کا کھانا بھی کھانا پڑے گا!“
 حمید نے مردہ سی آواز میں کہا۔
 راجن مہس پڑا۔ اُس کے دوبارہ استفسار پر حمید نے کہا۔ ”اب گھر ہی جاول
 گا، لیکن ناشستہ کی زحمت نہ کئے!“
 ”اچھی بات ہے!“ نبی بولی ”پھر ہی مجھے امید ہے کہ یہ ملاقات دوستائی تھیات
 کی بنیاد بنے گی۔“
 ”ضرور۔ ضرور۔“ حمید نے اخلاق فاؤنڈنٹ نکال دیتے۔
 ”اجالا پھل رہا تھا۔ خنکی معمول سے زیادہ محسوس ہو رہی تھی۔“
 اس وقت بھی راجن ہی کارڈ رائیو کر رہا تھا۔ ہے؟ نبی کی راتے تھی کہ حمید کو
 فراہم کیا گا وہ خود آزادم کرے، لیکن راجن اس پر متفق نہیں ہوا تھا۔
 ”سماں کے آدمی ہو یا۔“ راجن بولا۔
 ”قبل اس کے کہیں جناب کے بارے میں یہی راستے نلا ہر کرتا۔ جناب نے
 مجھے ہی کاٹوں میں گھٹینا شروع کر دیا۔“
 ”نبی والقی دل سے تمہاری ذہانت کا محترم ہوں۔ میں پہلے تو جنگختہ
 آیا تھا۔“
 ”کس بات پر۔“
 ”میں کہتا ہوں۔ مجھے بے بس کر دینے کی کیا ضرورت تھی۔ میں بھی تم

کہتے تو میں فوراً اس پر تیار ہو جاتا۔“
 ”میں کچھ نہیں سمجھا!“
 ”انجکش والا معاملہ۔“
 ”جی۔“
 ”اہ بھتی! اب تھیں بھی سوچ ہی گئی! داروغہ ڈاکٹر کے آجائے کے بعد پول کھل ہی جاتا!“
 ”یعنی۔“
 ”اہ سے بھتی! وہ معاف نہ کرتا۔ اور سمجھی بات تھا دیتا۔“
 ”اُس نے پیایا تھا کہ آپ کو مورنیا کا انجکش دیا گیا ہے۔“
 ”مگر میر... یہ آتے تھا۔ تم نے اتنی جلدی سیرخی اور مورنیا کا ایسا کہا سے
 میا کر لئے تھے یہ رے گھر میں آئی دو دو چیزیں نہیں تھیں!“
 ”میں نے میا کر لئے تھے؟“ حمید نے حیرت سے پوچھا۔
 ”پھر۔ ہے؟“
 ”یہ رے فرشتوں کو بھی علم نہیں کہ کب کیا ہوا تھا۔“
 ”کیوں مذاق کرتے ہو۔“
 ”اپنی شریعتی جی سے پوچھ لیجئے گا! میں تو اس وقت اُن کے ساتھ نہیں والے
 فرے میں تھا! کوئی نون پر انہیں اور آپ کے غامہ ان والوں کو گالیاں دے رہا تھا!“
 ”یا رکیوں بور کرتے ہو۔“
 ”انہیں سے تفصیل کر لیجئے گا۔ بھر حال ہم آپ کی چیخنے سن کر مھر اس
 فرے میں آتے تھے۔ اور آپ کو سہری کے یونچے پڑا دیکھا تھا۔ آپ اُس وقت
 تیقظاً بیو شش تھے۔۔۔“
 ”کیا تم بچ کر رہے ہو۔“

"ہمیں فون دالے کمرے میں جانے پر بھجو رکیا گیا تھا۔ آپ کی دانست میں وہ کون ہو سکتا ہے؟" حمید نے پوچھا۔

"کاشش مجھے معلوم ہوتا؟" راجن نے غصیلی آواز میں کہا۔

"مقصد کیا ہو سکتا ہے۔؟"

"میں کیا جاؤں۔۔۔؟" وہ بچھر گزایا۔

حمید اُسے لکھیوں سے دیکھ رہا تھا۔ پس پیغام راجن غصتے میں معلوم ہوتا تھا! اور اس غصتے نے اس کا علیہ بھی لگانے کو کہدا تھا!

کچھ دیر بعد حمید بولا! "غالبہ شام تک میں آپ کی خیرتی بریات کرنے آؤں!"

"بھی نہیں!" وہ گزایا "قطعی ضرورتیں ہیں۔؟"

"آپ کی مرمنی۔۔۔؟" حمید نے بھی تاخوشنگوار بجھے میں کہا۔

بچھر وہ خاموشی سے راستہ لے کر تے رہے! .۔۔ راجن پس پیغام غصتے میں معلوم ہوتا تھا! .۔۔ حمید کو اس میں ایکٹنگ کا شاہر بھی محسوس نہ ہوا۔ وہ سوچ رہا تھا۔ .۔۔ اگر

راجن اس سازش میں مشرک نہیں تھا تو کیا یہ سب کچھ اُس کے خلاف بھی ہو سکتا تھا؟۔ اُس کی تفکر آمیز گھنجدہ بہٹ تو یہی کہہ رہی تھی! .۔۔ وہ سوچتا رہا۔۔۔ اور خواب آور کافی یاد آئی۔ لیکن نبھی تو بچھر ایک پل کے لئے بھی باہر رہیں نکلی تھی! .۔۔

"بن تھم کیجئے!" حمید پیزاری سے بولا! "پتہ نہیں کیا چکر تھا۔ بچھر کافی پتیتے ہی مجھے بھی فینڈ آگئی تھی۔ میرا دعویٰ ہے کہ کافی میں کوئی خواب آور پیزیر شامل تھی۔؟"

"یہ کیا چکر ہے؟" راجن بُرکھلاتے ہوئے بجھے میں بولا! "میں تو سمجھا تھا کہ انجکشن تم نے ہی دیا تھا!۔؟"

"آپ نے میری شکل دیکھی تھی بھی؟" "نہیں۔۔۔ تم نے میرے مذہ پر شام تولیہ ڈال کر دبایا تھا!۔۔۔ اسی لئے تو مجھے غصتہ آیا تھا کہ آخر اس کی کیا ضرورت تھی۔ بس کہہ دیتے چپ چاپ انجکشن لگوایا۔ کیونکہ اُسی وقت اُسی کی ضرورت تھی۔؟"

"آپ آنکھیں بند کئے لیے تھے۔؟"

"ہاں۔ اور الجھن میں مبتلا تھا کہ ڈاکٹر کے آئندے کے بعد کیا ہو گا۔؟"

"آپ خود سوچئے کہ میں آپ کے مذہ پر تولیہ کیوں ڈالتا۔۔۔ اخیر اگر آپ مجھے تھے کہ میں ہی ہوں تو اتنے زور سے پھینکنے کی کیا ضرورت تھی!۔؟"

"بھتی۔۔۔ نہیں قبیط کر سکتا تھا!۔۔۔ بازو میں سیدنے سے محلان نہیں داخل ہوا تھا بکر رائف کی گری تھی۔ پتہ نہیں کتنی تھم کے انجکشن لئے ہوں گے لیکن ایسی جان لیوں ایکلیف بھتی نہیں محسوس ہوتی۔؟"

"تب تو۔۔۔ وہ مورنیا کی بجائے کچھ اور ہو گا!۔ مورنیا میں ایکلیف ہوتی ہے۔ لیکن غیر معمولی نہیں۔؟"

"تم واپسی سمجھدہ ہو!۔؟"

"راجن صاحب! آپ مجھے بورن کیجئے ورنہ چلتی گاڑی سے چلانگ لگا دوں گا!

"تم نے مجھے الجھن میں بتا کر دیا ہے۔؟"

تو پھر کیا وہ اُس طازم کی حرکت تھی جس سے اُس نے کافی کے لئے کھاتھا!۔

"راجن صاحب! " دفعتاً وہ بولا! " آپ کافون... مطلب یہ کہ کیا ایک ہی انسٹرومنٹ ہے۔ آپ کے بیان...!"

"کیوں؟ — دو ہیں! "

"دوسرا کہاں ہے۔! "

"ایک ڈرائیگ روم میں ہے۔ اور ایک لاہریہ میں۔! "

"دو الگ الگ لائیں ہیں۔! "

"نہیں۔ ایک ہی ہے۔! "

"تب تو ایک انسٹرومنٹ پر وہی نمبر ڈائل کر کے کوئی بھی دوسرے انسٹرومنٹ کے فریغہ بول کر سکتا ہے۔! " کیا مطلب۔؟"

"میرا خیال ہے کہ ہمیں آپ کی خرابگاہ سے ہٹانے کے لئے لاہریہ میں والا انسٹرومنٹ استعمال کیا گیا تھا؟۔"

"مگر کس نے کیا؟۔"

"یہ آپ سوچئے۔ — مجھے کیا معلوم کہ آپ کے بیان کتنے افراد میں!... "

"میں نبی۔ ایک ملازم۔ ایک باورچی۔ ایک چوکیڈار اور ایک ڈرائیور۔...!"

"کوئی عہمان بھی ہے آج محل ہے۔"

"نہیں۔!"

"جو سکتا ہے۔ آپ کی عدم موجودگی میں کوئی آہی گیا ہوا!۔"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو؟۔"

"اب یہ بھی بتانے کی ضرورت ہے؟۔"

"ہرگز نہیں! میں تھی کے کردار پر شبہ نہیں کر سکتا!۔"

"پھر آپ کو خفثہ کس بات پر آ رہے!۔"

"اپنی حماقتوں پر۔ پھر میں نے جو کچھ بھی کیا! کوئی بھی ہوشمند آدمی اُسے پسند نہیں کرے تھا! بھلا کیا لغزیت تھی۔ بیوی کی بکرا سر سے بچنے کے لئے میں ایسی گھٹیا۔ حرکت کر بیٹھا!۔"

"لیکن مجھے تر ایسا محسوس ہوتا ہے جسے آپ لے یہ سب کچھ ایک بنائے پلان کے تحت کیا ہوا۔ ورنہ موڑنیا کا انہکشش کیا مقصد رکھتا تھا۔ اور پھر آپ نے اس ڈرامے کے لئے محکمہ سراغرانی ہی کے ایک آفسر کا انعام تکیوں فرمایا۔ مجھ جیسے درجنوں گدھے اُس وقت آرکھنو میں موجود تھے۔!"

"اب تم مجھے ہی گھیرنے کی کوشش کر رہے ہو۔ کیوں؟۔ وہ غُرایا۔!

"حالات مistr راجن۔ حالات۔ کسی تیرے آدمی کے سامنے یہ معاملات رکھتے ہاتھیں۔ پھر دیکھنے والے کیا نیصلہ دیتا ہے۔!"

ragan کچھ نہ بولا! جنہیں جلاہٹ کے آثار پھرے سے غائب ہو چکے تھے اور اُن کی جگہ تشویش نے لے لی تھی۔! کچھ دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں اُس نے کہا! "ٹھیک کرتے ہو!... لیکن میقین کرو...! میں نہیں جانتا کہ یہ کیا چکھے ہے۔!"

”ون پر مجھ سے ہو لالا کرنے کو کہا گیا تھا! ہم سب ڈرائیور میں تھے۔ مگر وہ گالیاں نہ دیتا تو کم از کم میں تو آپ کے پاس ہی موجود ہوتا۔ گالیاں اسی لئے وی گئی تھیں۔ تجسس ہم سبھوں کو ڈرائیور میں کھینچ لے گیا تھا! . . . بہر حال میں ریسیورانٹ میں لئے اس کے دوسرا بار بولنے کا منتظر ہوا اور وہ اس عرصہ میں آپ کے ہمراہ یا انہکے کر گیا!“

”یقین کرو! اس نے اپنی سکل دیکھنے کی صلت ہی نہیں دی تھی۔ منہ پر تو لیا ڈال کر اس طرح دبایا تھا کہ آنکھیں کھل ہی نہ کیں! . . . !“

”کچھ بھی ہدا یہ کسی بڑی سازش کا پیش خیمہ معلوم ہوتا ہے۔!“

”بہر حال اب تھات ہو ہی گئی ہے۔ بھلکتوں گھا۔۔۔ بکاش یہ دماغ چاٹنے والی بیویاں سخیدگی سے کبھی کچھ سوچ سکتیں! اگر مجھ پر کوئی مصیبت نازل ہوتی تو اس کی سو فیصد ذمہ دار میری بیوی ہی ہوگی۔ مجھے اس کے کردار پر بھی مشتبہ نہیں! . . . اس کی دناداری پر بھی شک نہیں کیا جاسکتا! . . . لیکن یہ بھڑک لٹھنے والی عادت۔۔۔ خدا غارت کرے۔!“

”گاڑی ذمیہ کی کوٹھی کے بھاٹک پر ہر ک گئی!“

”بیٹھنے لگا کچھ دیر۔!“ حمید نے کہا!۔۔۔

”نہیں۔! لیکن اگر واقعی یہ کوئی سازش ہی ہے تو شاہد مجھے پھر دوڑ کر آنا پڑے!“

”حمدید کچھ نہ بولا!۔۔۔ گاڑی سے اُتر کر بھاٹک میں داخل ہو گیا امر گریہ بھی نہیں دیکھا کہ اس نے کب گاڑی موڑی۔“

برآمدے ہی میں ایک ملازم نے اطلاع دی کہ قریبی کی کال آئی تھی۔ وہ چار بجے صبح کہیں گیا تھا!۔

ہنسی

قتلے بھی درندگی کا شامکار ہی تھا! . . . چھرے سے اس طرح گوشت نوچا
گیا تھا جیسے کسی بھوکے درندے نے اپنے قیز اور نکیلے دانت آزمائے ہوں! نرخرے پر
بھی دانتوں کے لشان تھے . . . اور وہ کسی درندے ہی کا بھاڑا ہوا معلوم ہوتا تھا!
یہ تھا ملک کی مقبول ترین بیرونی کا انجام . . .

لاش استوڈیو کے عقبی پارک میں پائی گئی تھی۔ احمد سوچ رہا تھا افرزیدی
اسے قتل کیوں سمجھ رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی بھولا بھسلکا درندہ ادھر آنکلا ہو۔ کیونکہ
تمہورے ہی فاصلے پر جنگلات کا سلسلہ مردع ہرگیا تھا!

لیکن سوال یہ تھا کہ وہ عقبی پارک تک کیسے پہنچی تھی جب کہ اُس کی نافی کا بیان تھا کہ
وہ دلوں میک اپ روم کی دلوں آرام کر سیوں پر سوتی ہوتی تھیں . . . ! کسی
نے آشاؤ میک اپ روم سے نکل کر ادھر جاتے ہوتے بھی نہیں دیکھا تھا۔ !

فریدی نے ابھی تک آشاؤ کی نافی کا بیان نہیں لیا تھا! . . . اُس کی حالت اپنے
تھی۔ بدھو اس ہورہی تھی۔ کسی بات کا ذہنگ سے جواب پالنیا ایسی حالت میں تو ناممکن تھا! .
جمیڈ نے استوڈیو کی کینٹین میں ناشستہ کیا! اور پھر وہیں آپنچا جہاں فریدی

استوڈیو کے دوسرے لوگوں سے پوچھ گچھ کر رہا تھا!
کچھ دیر بعد آشاؤ کی نافی بھی وہیں لائی گئی! . . . وہ خاموش ہو چکی تھی، لیکن آنکھوں کی
دیرانی سے صاف پتہ چلتا تھا کہ ذہن کچھ سوچنے سمجھنے سے قاصر ہے۔ بہر حال فریدی
نے اُس سے بھی معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی! ۔

”اب کیا ہو گا—“ بھرائی ہوتی آواز میں بولی ”کچھ ہی ہوا ہو! وہ تو اب اس
دنیا میں نہیں۔ اسے ٹھنڈک پڑ گئی حاسدوں کے لکھے میں“ اور پھر وہ کہا ہے
لگی! ۔

”میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں مختصر کہ جب رات والی شوٹنگ سے آپ لوگوں
کا کوئی تعلق نہیں تھا تو آپ آئی کیوں تھیں!“

”اب دہ غرامزادے یہ کہہ رہے ہے میں . . . رات بھی یہی کہہ دیا تھا! . . .
اگر شوٹنگ کی اطلاع اُسے نہ مل ہوتی تو آئی کیوں؟“

”ڈائریکٹر کا کہنا ہے کہ اُس کی طرف سے ایسی کوئی اطلاع نہیں بھیجی گئی تھی۔!
کیا آپ کوون پر اطلاع مل تھی!“

”نہیں کرتی گیا تھا۔ آشاؤ نے نام نہیں بنایا تھا!“
”کیا آپ کے گھر کا کوئی فرد بھی اُس اطلاع دنیے والے کے متعلق کچھ نہ بتا
سکے گا!“

”میں نہیں جانتی۔!“

”وہ آپ کے باٹوی گارڈز کہاں ہیں!“

”مجھے ہوش نہیں۔!“ بڑھیا نے کہا! . . .

لیکن جمیڈ انہیں کینٹین میں میٹھے دیکھ آیا تھا اور محض اس لئے اُن سے کسی
قسم کی گفتگو نہیں کی تھی کہیں فریدی کے نقطہ نظر سے یہ روایت غلط نہ ہوا۔

”میں نے انہیں ابھی کہنیں میں دیکھا تھا!—“ حمید بولا۔

”دیکھو!“ فریدی نے دروانے کی طرف اشارہ کر کے کہا!—

”وہ اب بھی کہنیں ہی میں تھے!... حمید کے ساتھ وہاں آئے۔ فریدی نے صرف ایک کو اندر بلوایا!...“

”دہ کون تھا جس نے رات کی شوٹنگ کی اطلاع دی تھی!“ فریدی نے اس سے پوچھا!

”مجھے پتہ نہیں جنا پا! میں تو سوتے سے اٹھایا گی تھا کہ اسٹراؤپلڈ ہے!—“

”کس وقت سوتے تھے!—“

”آٹھ بجے!—“

”روزانہ اسی وقت سوتے ہو۔!“

”جب کہیں جانا نہیں ہوتا تو جلدی ہی سو جاتا ہوں!...“

”ہوں!—“ فریدی اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا!“ پہلی رات تم ان کے ساتھ ہی ساتھ رہے ہو گے!“

”جی ہاں!—“ مطلب یہ کہ... یہ جہاں جی گئیں... ہم باہر موجود رہے!...“

”تمہیں علم تھا کہ میک اپ روم میں سورہ ہی میں!—“

”ہم میک اپ روم کے باہر موجود رہے تھے!—“

”میرے سوال کا جواب دو! کیا تمہیں علم تھا کہ وہ دونوں سورہ ہی میں!—“

”ہم سے اس کے بارے میں کچھ کہا نہیں گیا تھا!—“

”اس لئے تم اس وقت میک اپ روم کے دروانے ہی پہنچنے رہے تھے جب تک تمہاری ماں بیدار نہیں ہوئی تھی!“

”نج—جی!... ہات دراصل یہ ہے کہ ہم ذرا کہنیں تک چالنے پنے یہی گئے تھے!—“

”میرا خیال ہے کہ اس کے لئے تمہیں اجازت کی ضرورت نہیں تھی۔ یا تھی؟“

”اجازت ہی لینے کے لئے میک اپ روم میں گیا تھا!— لیکن دونوں سورہ ہی تھیں!—“

”ہوں!— اور واپسی کتنی دیر بعد ہوئی تھی!—!“

”جلد ہی جنا پا!... یعنی چاٹے پی کر ہم واپس آگئے تھے!—!“

”اور پھر تمہاری ماں کے اچانک تمہیں بتایا تھا کہ آشامیک اپ روم میں نہیں ہے!—!“

”جی ہاں وہ بوکھلائی ہوئی باہر آئی تھیں۔ اور بتایا تھا کہ آشادیوں دہان میں ہیں!—“

”کیا وقت رہا ہو گا جب تم کہنیں میں گئے تھے!—!“

”میں نے گھر تھی نہیں دیکھی تھی جنا پا!... لیکن اندازے کے مطابق ایک ضرورتی بجا رہا ہو گا!—“

”ہوں!...!“ فریدی خاموش ہو گیا!... پھر دوسرے کو طلب کیا! اس سے بھی کچھ ایسے ہی سوالات کے پھر سارے جنت میشن کی طرف دیکھ کر بولا!“ ریٹیا مون!—!

”میشن چلا گیا اور کچھ دیر بعد ایک متوجہ عمر کی عورت کے ساتھ واپس آیا!—!

فریدی نے ہاتھ اٹھا کر کرسی کی طرف اشارہ کیا!... وہ سکریپٹ ادا کر کے ملچھ گئی!—!

”آپ ریٹیا مون ہیں!—“

”جی ہاں!—“

”میک اپ میں آپ کا تاجر بہ کتنا پڑا نا ہے!—!“

”قریب قریب پندرہ سال سے میں یہی کرتی آئی ہوں!...“

”جس وقت یہ دونوں میک اپ روم میں داخل ہوئی تھیں آپ وہیں موجود تھیں!—“

سچا شامد وہ اپنے کسی براۓ کے فریڈ کے ساتھ کہیں آس پاس ہی موجود ہوں گی ۔ ۔ ۔
انداز کچو دیر کی تفریح کے خیال سے میں نے نافی کو جگایا تھا ۔ ۔ ۔ اور پوچھا تھا کہ مس
آشائیاں گئیں ۔ ！

”ہوں ！ - اچھا تو جس وقت آپ میک آپ روم میں سُنی تھیں۔ وہاں ان کے
باؤی گارڈن بھی موجود رہتے ہوں گے ۔ ！“

”میرا خیال ہے کہ وہ براہمے والی بچوں پر لیٹے ہوتے تھے ۔ ！“

”آپ یقین کے ساتھ کہہ سکتی ہیں ۔ ！“

”جی نہیں ۔ ۔ ۔ یقین کے ساتھ تو نہیں کہہ سکتی ! اور اصل میں نے اس کی طرف
دھیان ہی نہیں دیا تھا ！ — لیکن جب نافی نے باہر نکل کر مس آشائی کو آوازیں دیں
تھیں تو میں نے انہیں اپنے باؤی گارڈن کو بڑا بھلا کھتے بھی سنایا ۔ ۔ ۔“

”کیا اکثر لوگ میک آپ روم میں سویا کرتے ہیں । -“

”جی نہیں ۔ ۔ ۔ اور پھر وہ پس پنج دہیں سوگتی تھیں ۔ ！“

”میرا خیال ہے اکثر لوگ وہیں سورمنے کی خواہش کرتے ہوں گے ۔ ۔ ۔
کیوں ہے ۔ ۔ ۔ شامد وہ کمرہ اتر کنڈیٹ نہ ہے ۔ ！“

”جی ہاں ۔ ۔ ۔ لیکن میں اس معاملے میں سخت ہوں ۔ ！“

”اچھا شکر ہے ۔ ۔ ۔ اگر ضرورت سمجھی گئی تو پھر آپ کو تکلیف دی جائے گی ۔ ！“
پھر قبل اس کے فریدی کسی دوسرے کو ٹھیک کرتا ہمید گمرے سے باہر آگیا تھا!
اس سے پہلے بھی وہ کچھ لوگوں کے بیانات سن چکا تھا۔ اس لئے اب وہ خود ہی
کڑیاں لا کر پوری کمائی ترتیب دے سکتا تھا ！ -“

پھلی رات ساڑھے دس بجے آشائی نافی کو تباہیا تھا کہ شرمنگ کے لئے

”جی ہاں ۔ ！“

”آپ نے ان سے کہا تھا کہ وہ دہاں سور ہیں ！ ۔“

”جی نہیں ۔ میں نے یہ پیش کش نہیں کی تھی ۔ اور اصل دونوں کے درمیان اس با-

پر بحث جاری تھی کہ واپس کیوں نہ پلی جائیں ۔ ！“

”واپس نہ جانے پر کون بختم تھا ۔ ！“

”مس آشائی وہ کہہ رہی تھیں ۔ واپس جانے کا موڑ نہیں ہیں کہیں سو
ہیں گے ۔ ！“

”یہ بات بھی بحث کے دوران میں واضح ہو ہی گئی ہوگی وہ کیوں نہیں واپس
جانا پاہنچی تھیں ۔ ！“

”نہیں جتاب میرا خیال ہے کہ ایسی کوئی بات میں نے نہیں سُنی تھی ۔ ！“

”آپ کتنی دیر تک دہاں رہتی تھیں ۔ ！“

”اپنی بحث میں اُلمجھی پچھوڑ کر ہی چل گئی تھی ساتھ ہی یہ جی کہتی گئی تھی کہ اگر
وہ دہاں سونا چاہیں تو آرام کر سیاں خاصی آرام دہ ثابت ہوں گی ！“

”انداز اکیا و تست رہا ہو گا جیس آپ میک آپ روم سے لگتی تھیں ۔ ！“

”میرا خیال ہے بارہ بج پچکے تھے ۔ ！“

”پھر کتنی دیر بعد واپسی ہوئی تھی ۔ ہے ！“

”اندازہ شکل ہی ہے ۔ ۔ ۔ کیونکہ میں بھی ایک دوسرے کمرے میں سور ہی گئی
تھی ۔ ۔ ۔ پھر ایک ضرورت کے تحت مجھے جو گایا گیا تھا ！ اور مجھے بعض ضروری چیزوں
کے لئے میک آپ روم میں واپس جانا پڑا تھا ۔ ۔ ۔ لیکن مجھے دہاں صرف میں

آشائی نافی ہی نظر آئی تھیں ۔ ۔ ۔ وہ سور ہی تھیں ۔ ۔ ۔ مجھے حیرت ہوتی تھی کیونکہ

آشائی پر ان کی طرف سے عائد شدہ پابندیاں اس کی اجازت نہیں دیتی تھیں میں نے

اُس نے آشائو بہت قریب سے بھی دیکھا تھا اور کسی حد تک اُس کی نفیات کو بھی سمجھنے کا
دعویٰ رکھا تھا! . . .

اس سے پہلے وہ ایک بار ایڈونچر کی غاطر اُس کے ساتھ بھی تو فرار ہو چکی تھی۔
وہ سوچتا اور اُس اکٹرا لڑکی کو گھوڑا تار ہا جو خود بھی کبھی کبھی اُسے گھوڑے لگتی تھی۔
قبول صورت اور صحت منطقی۔ فرم بھی میں سال سے زیادہ نہ رہی ہو گی! . . . چڑی دار پا جائے
اور چست جمیر میں تھی! . . . بال گنڈ کی شکل میں الجلتے تھے دھلا ایسے میں
سنوارنا کیوں کئے؟ بہر حال ڈاپ بھری تھا جسے حمید کی زبان "ایریل دار" کہتے
تھے! . . .

ایریل دار لڑکیاں اُسے اب پسند آنے لگی تھیں۔ محض اس لئے کہ اُن میں سے
بعض نے چڑی دار پا جائے چننے شروع کر دیتے تھے۔ — دزدہ ٹنگ موری دالی خلوار تو اُسے
ایک آنکھ نہ بھانی تھی۔ اکثر چنجلاہٹ میں کہا اٹھتا "ارے بھی! . . . ذرا ان
صاجزادی کو بھی دیکھنا جو اپر سے شیطان اور نیچے سے بالکل مولوی معلوم ہوتی ہے!"
اس لڑکی کے چہرے پر شب بیداری کے آثار شدت سے نمایاں تھے اور کسی قدر
چنجلاہٹ میں بھی بتلا تھی۔ اس لئے کہ نامت شفت سے تعلق رکھنے والوں کو ابھی
یک روک کر رکھا گیا تھا! اور یہاں اس وقت نسیمی کے علاوہ کتنی بڑے آفیسر
بھی موجود تھے! . . .

خود حمید نے ابھی تک لاش نہیں دیکھی تھی۔ اور دیکھنا بھی کب چاہتا تھا؟
بھی خود صورت خودت کی لاش اُس کے خیال میں نہ سیدی ہی جیسے لوگ برداشت
کر سکتے تھے۔

اگر اُس نے لاش دیکھ لی ہوتی تو اُس وقت یہ ایریل دار لڑکی اسے اپنی طرف
 متوجہ نہ کر سکتی! . . .
لہ اس کافی کے لئے "ستاروں کی ہوتی ملاحظہ فرازیتے۔

ڈائریکٹر کا پیغام آیا تھا۔ . . اُن دنوں نارورن اسٹراؤڈیو میں ڈائریکٹر کی مکمل تھیں
اس لئے بعض اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ بہت ہی تھوڑی مہلت پر اداکاروں کو شوہنگ
کے لئے تیار رہنا پڑتا تھا لہذا آشائی نافی ایسی صورت میں تھی یہ نہیں سوچ سکتی تھی
کہ چنیام اصلیت پر بینی ہو گا۔ آشائے اُس سے غالباً اُس شخص کے متعلق کچھ نہیں
ہمیاں تھا جس کے ذریعے ڈائریکٹر کا پیغام اُس تک پہنچا تھا! — پھر اسٹراؤڈیو پر سچ کو
معلوم ہوا کہ انہیں اس قسم کا کوئی پیغام نہیں پہنچا گیا تھا! — اصولاً اس کے بعد
انہیں گھر واپس آ جانا چاہئے تھا! لیکن ایسا نہیں ہوا۔

آشائیں رات بس رکنے پر ٹکل کتی تھی۔ وجہ کچھ رہی ہو! لیکن وہ یہی کہتی رہی تھی کہ اب
اس وقت والپی کا موڑ نہیں ہے۔ آشائی نافی نے بات ٹڑھانا اس لئے مناسب نہیں
سمجھا تھا کہ میسے ہی وہاں اُس کا کافی مذاق اڑتا رہتا تھا! — اس نے سوچا ہو گا کہ
اگر بات ٹڑھی تو دو چار اکٹھے ہو جائیں گے اور پھر سوائے شرمندگی کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا! .
بہر حال وہ میک اپ روم کی دو کر سیوں پر سوگئی تھیں۔ اُن کے دلوں باڑی گارڈز بہر
ہی ٹھہرے تھے۔ پھر وہ کچھ دیر کے لئے کینٹین بھی گئے تھے... . والپی پر انہیں کوئی
غیر معمولی بات محسوس نہیں ہوتی تھی۔ — پھر میک اپ روم کی انچارچ میں ٹیکاون
آئی تھی اور اُس نے صرف آشائی نافی کو سوتا پایا تھا۔ آشائی آرام کر سی ہالی تھی۔!
اوہ اُس نے محض تفریح کی خاطر آشائی نافی کو چکا دیا! . . . اور اُس کی بوکھلا ہٹوں سے
لطف انہوڑ ہوتی رہی تھی! . . . پھر اسٹراؤڈیو کا گوشہ گوشہ چھان مارا گیا تھا لیکن
آشائیں ملی تھی! . . . عمارت کے بعد اس پاس کی کھلی چکیوں بھی دیکھی گئی تھیں۔
اور پھر عقبی پارک میں آشائی لاش ملی تھی! . . .

حمدید سوچ رہا تھا کہ "حقیقاً" اُسے کسی نے ڈائریکٹر کی طرف سے کوئی پیغام پہنچا
تھا۔ . یادو خود اس وقت اسی پہانے سے اسٹراؤڈیو مک ۲۷ا چاہتی تھی! . .

حمدیہ نہ ملتا ہوا اُس ستوں کے قرب بیچنے لگا جس سے وہ ملک لگائے کھٹڑی تھی۔

”معاف سمجھئے گا۔ امیر اخیال ہے کہ آپ نے پرواز میں سائیڈ ہیرون کا روں ادا کیا تھا؟“ اُس نے بڑی زمی سے کہا! ۔ ۔ ۔

لڑکی مکرانے کی کوشش کرتی ہوئی بولی!“ آپ فلٹ سمجھے! مجھے پہلی بار چانس ملا ہی تھا کہ ایک اصلی والی ہیرون قتل کر دی گئی! اتنا یہ اب آشنا کی جگہ کرنی پڑنے کر کے ۔ ۔ ۔ ہونا ہے۔!“

ابھر بے حد ظفری تھا۔! وہ کہتی رہی ۔ ۔ ۔ ”رات بھر جانے کے بعد اب یہ مصیبت۔ مرد رو سے پہنچا جا رہا ہے۔ دیکھئے ۔ ۔ ۔ کب ذمہ ملتی ہے ۔ ۔ ۔ خدا پریس کی نجاست سے بچائے ۔ ۔ ۔ آج صبح ہی صبح پریس والوں کی شکلیں دیکھنی پڑی ہیں ۔ ۔ ۔ دیکھئے کب تک نجاست طاری رہتی ہے ۔ ۔ ۔ آپ کون ہیں شاید پسلے کبھی آپ کو یہاں نہیں دیکھا۔“

”قیمت کبھی نہ دیکھا ہو گا۔— لیکن اس دن تھت قرب سے دیکھ رہی ہیں! اللہ آپ کے حال پر حکم کرے۔!“ کیا مطلب۔!

”اب کہیں آپ کی ساری زندگی نجاست کا سکارہ ہو جائے۔!“

”یعنی ۔ ۔ ۔ آپ ۔ ۔ ۔“

”جی ہاں ۔ ۔ ۔ میں بھی اسی نامعقول نجکے سے تعلق رکھتا ہوں ۔ ۔ ۔“

”ار سے نہیں ۔ ۔ ۔ آپ تو بڑے شریف ادمی حلوم ہوتے ہیں ۔ ۔ ۔“

”مشکریہ!“ حمید نہ صحتی سالن لے کر بولا اب میں آپ کو ہمیشہ یاد رکھوں گا!“ کیوں اس سے پہلے میں کسی کو بھی شریف ادمی نہیں معلوم ہوا۔!

”ہمیں کب چیز کا اعلیٰ گا۔?“

”اب تر ناہم کن ہے آپ کی حد تک ترقی بھی کھا سکتا ہے کیونکہ آپ نے ایک پریس والے کو قریب سے دیکھا ہے!“

”میں سنبھیہ گے سے پوچھ رہی ہوں جناب! ۔ ۔ ۔“

”کیا آپ کا تحریر پری بیان ہو چکا ہے ۔ ۔ ۔!“

”جی نہیں۔ کون صاحب بیان لے رہے ہیں ۔ ۔ ۔ بتائیے تاکہ اُن کے آگے بھی گڑ گڑاؤں!“

”غلط فروگ ہیں!۔ ایک ادمی کے بس کی بات نہیں۔ رات استودیو گالریا معاشرہ اباد تھا!“

”کیا آپ اُن میں سے نہیں ہیں ۔ ۔ ۔!“ وہ گلگھیا۔!“ آپ ہی کرم کیجئے۔!

”آپ کا نام۔!“ حمید جیب سے ڈائریکٹر لکھتا ہوا بولا۔!

”نجم الحیر عرفِ عام میں بھی۔ فلمی نام بھی یہی ہے ۔ ۔ ۔ رہائش پندرہ بیٹا اور لا بیٹہ بھی بوکھل پاڑہ؟“

”آنی تیز نہیں ۔ ۔ ۔!“ حمید ڈائری پرنسپل کرتا ہوا بولا!“ ولدیت بھی۔!

”بغیرِ الدین کے پیدا ہوتی تھی۔! والدین میری پیدائش کا باعث بنتے ہوتے تو مجھی متواتر گھرانے میں چھپھا لانڈی کر رہی ہوتی یا اس وبا میں پڑتی۔!“

”غم۔!“

”اپنی پسندیدہ عمر کھر لجھتے! ۔ ۔ ۔ مجھے تو یاد نہیں!“

تجھے طر اور ٹمائی

پھر وہ بائیں جانب مڑا ہی تھا کہ حمید نے اُسے لاکھڑا تے دیکھا! برآمدے میں کتنی آدمی موجود تھے۔ ان کے چہروں پر بھی حمید نے ایسے ہی آثار دیکھئے جیسے وہ اُسے نہ صرف چھانتے ہوں بلکہ اس حال میں دیکھ کر انہیں حیرت بھی ہو! پھر دوسروں کے ساتھ حمید بھی اُس کی طرف پکا۔!

وہ منہ کے بل گرا تھا۔ زخمی پشاں سے پھر خون بہم چلا۔
کیا ہوا۔۔۔؟ "سائنسے والے کمرے سے آواز آئی۔

"جاوید ہے؟" جیوش آدمی کے گرد جمع ہو جانے والوں میں سے کسی نے بند آواز میں جواب دیا! "زمینی ہے اور جیوش ہو گیا ہے! .."
کتنی آدمی کمرے سے بھی نکل آتے حمید بھی کی طرف مڑا۔۔۔ اور سچھے پہتا ہوا آہستہ سے بولا! "بس اب چپ چاپ یہاں سے نکل چلتے! .."
"کیوں؟ - کیوں ہے؟" اُس نے بوکھلاتے ہوتے انداز میں پوچھا! ..
"یہاں رکھنے پر آج بھی شب بیداری کی نوبت آسکتی! .. بھی حمید براہمے کے زینوں سے انتہتا ہوا بولا!

وہ اُس کے ساتھ ہی پل ہو رہی تھی! ..

"بتر سال لکھ لوں؟" — حمید نے سنجیدگی سے پوچھا! -
"اے! میں آپ کو — بتر سال کی معلوم ہوتی ہوں!"
"بھی جل کی باتیں کر رہی ہیں .. . !"

"اوہ! " وہ نہ پڑھی! .. "درactual شدت سے بو رہو رہی ہوں! - !"

"خیر! خیر! — آٹا کو آپ کب سے جانتی تھیں! - !"

وہ کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ قریب سے ایک آدمی لٹکھڑا تما ہو گذا! ..
نغمی معلوم ہوتا تھا! .. بکڑوں پر خون کے خشک دھنے تھے! ..

"اے! .. جاوید! .. اے! " وہ بوکھلاتے ہوتے
لہجے میں بولی! ..

"ارے... ارے... نجم... نجم، ہو گیا!—" برآمدے میں کسی نے پنج کرکما!

حمدہ رک گیا تھا۔ نجی بھی روکی تھی!... اُس کے چہرے پرجیت کے آثار تھے... "تم اگر جانا چاہو تو— جاسکتی ہو!" حمید نے کہا اور برآمدے کی طرف جھپٹا۔ نجی دہیں کھڑی رہی۔!

"ہٹ جائیے... اُس کے پاس سے ہٹ جائیے!" حمید نے بمع

زخمی مر جکپا تھا!... ایک بار پھر استوڈیو کی خدماء کدر ہو گئی۔!
جادید— کون تھا؟— جواب جلد ہی مل گیا!

"اُسی فلم کی ذوق گرانی کر رہا تھا جس میں آشا، میر و تن کا سول اداکرہ ہی تھی۔!
حمید کا اندازہ تھا کہ زندگی میں خوش شکل اور وحیہ رہا ہو گا! عمر بھی ستائیں
اٹھائیں سے زیادہ نہیں تھی۔!

فریدی نے ایک بار پھر داکٹر کو طلب کیا، جو بہت زیادہ پریشان نظر
رکھتا۔!

"جناب میری طبیعت بگڑھی ہے!" اُس نے کہا! "اب اجازت دیجے!
میں گھر جانا چاہتا ہوں!"

"مجھے انوس سس ہے۔ لیکن اب دیکھتے۔ یہ دوسری قصہ نکل آیا۔!"

"پھر میں۔ کیا کر سکوں گا اس سلے میں۔!"
پچھلی مات آپ نے شومنگ کس دلت نجم کی تھی۔!

"ذنبکے سے شفط شروع ہوئی تھی جس کا انتظام میں بجھے ہوتا۔... لیکن ہم

گیارہ بجے کے بعد کام نہیں کر سکتے تھے۔!"

"کیوں؟"

"بعض مکتبیں دشواریوں کی بنابرہ۔!"
یکاں دشواریوں کا تعلق ذوق گرانی سے تھا!—"

"جی ہاں۔!" داکٹر کرنے کہا۔" اس کے علاوہ اور کوئی کھڑہ غالی نہیں
تھا!...

"اُس کے بعد جاویدہ یہاں اور کتنی دیر تک نظر آیا تھا۔!"

"مجھے علم نہیں۔!"

"آپ کے علم میں کوئی ایسا آدمی بھی ہے، جو اس سوال کا جواب دے سکے۔!"

"پتہ نہیں!... اُس نے بیزاری سے کہا!" وہ سب آدمی آپ کے سامنے
ہیں جنہوں نے پچھلی رات میرے ساتھ کام کیا تھا!—"

"یہ معلوم ہونا بے حد ضروری ہے کہ جاویدہ کس وقت تک یہاں دیکھا گیا تھا؟
ڈاکٹر کچھ نہ بولا!

ذغا حمید کو نجی یاد آئی۔... وہ بھی تو جاویدہ سے واقع تھی اور پچھلی رات
استوڈیو ہی میں گزاری تھی۔

فریدی نے ڈاکٹر کو استوڈیو سے جانے کی اجازت دے دی۔... اور
پرنسپل نظرؤں سے حمید کی طرف دیکھتا رہا۔...

"شاپیہ میں اس سلے میں آپ کی کچھ مدد کر سکوں۔!" حمید نے آہستہ
سے کہا۔

"بخوبی۔!"

"ابھی ابھی ایک محمل میرے ہاتھ سے نکل گئی ہے۔!"

”تم پھلی رات کماں تھے۔!“

”رمی کہنے میچھا گیا تھا ایک بلگ۔ صبح ہو گئی!..“

”لاش دیکھو چکے ہو۔!“

”بھی ماں!“ حمید جلدی سے بولا۔ خدا شر تھا کہ کہیں دیکھنی ہی نہ پڑے۔!

”ایسی صورت میں اسے قتل کیسے کہا جاسکتا ہے؟“ حمید نے ٹوپی سنائی ہاتوں کی نیاد پر ردار کرنے کی کوشش کی۔

”وہ کسی درندے کے دانت نہیں ہو سکتے۔!“

”نہیں۔!“ حمید اپھل پڑا۔.

”چھر تم نے کیا دیکھا ہے۔!“

”قریب سے نہیں دیکھی تھی۔!“

”زندگی میں کچھ دنوں تک کافی قریب رہ کر دیکھو چکے ہو!“ فریدی نے سخن بجھے میں کہا۔

”حمید کچھ نہ بولا۔!“ فریدی کھڑکی کے باہر دیکھ رہا تھا۔.

”آخر کچھ دیر بعد حمید نے کھا کر کہا ”کیتے تو میں کوشش کروں اس سے میں۔!“

”کس سلسلے میں۔!“

”یہ معلوم کرنے کی کوشش کروں کہ جاوید سے اُس کا کیا تعلق تھا!“

”خیال کیسے پیدا ہوا۔..“

”آشاكی اقتاد طبع۔..“ چوری پچھے کے کھیل اُس کے لئے بڑی دکشی رکھتھے۔!

گھاؤی میں بیٹھا اور گھاؤی تیر کی طرح پھاٹک سے گزرا گئی۔..
تحوڑی ہی دیر بعد وہ نجی کے نیٹ کے سامنے کھڑا سوچ رہا تھا کیا وہ آتے ہی بستر پر گلگئی ہو گئی!.. آنکھوں میں توفیق کا ایسا ہی غلبہ نظر آیا تھا۔

اُس نے دروازے پر دستک دی۔!
”کون۔؟ اندر سے آواز آئی۔!
”پولیس۔؟“ حمید نے بخاری آواز میں کہا۔۔۔ اور دروازہ فراہی کھل گیا۔

”آپ نے بچپن رات اُسے کس وقت دیکھا تھا؟“
”اوہ۔۔۔ بچپن نے طویل سالنی۔۔۔ اور خود بھی سامنے والی کرسی پر
بیٹھ گئی۔۔۔“

حمدیہ اُسے استفہا میہ انداز میں دیکھتا رہا۔۔۔
کچھ دیر بعد بچپن بولی۔! ”کیا یہ ممکن نہیں کہ مجھے وہاں نہ جانا پڑے۔۔۔ میں اب
سو جانا چاہتی ہوں! ماں میں نے اُسے بچپن رات عقبی پارک کی طرف یاتھے دیکھا تھا!
لیکن محترم میں بھی قسم کی بھی رشوت کے قابل نہیں ہوں۔۔۔“
”اوہ۔۔۔ آپ میں!“ اُس نے طنزتہ لمحے میں کہا۔! ”مجھے یقین تھا کہ ایسا ہی ہو
گا۔۔۔ آخر اپ نے بچپن پر رحم کھا کر وہاں سے چلے آنے کی اجازت دی تھی۔۔۔
”کیا وقت رہ ہو گا۔؟“
”بارہ بجے تھے۔۔۔ وقت کے متعلق یقین کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کیونکہ اُسی
وقت کسی تربیتی کمرے میں لگے ہوئے کلاک نے بارہ بجا تھے۔۔۔“
”اوہ کون تھا! اُس کے ساتھ ہے؟“
”تمہاں تھا۔۔۔“

”آپ نے سوچا ہو گا کہ اتنی رات گئے عقبی پارک کی طرف جانے کا کیا مقصد
ہو سکتا ہے!“
”وہ نہیں پڑی۔۔۔ انداز تفصیل کی آمیز تھا!
پھر حمید کی آنکھوں میں اس غصی کے متعلق استفہام دیکھ کر بولی ”اوہ ماں کون
سوچا ہے ایسی باتیں۔۔۔ کیا آپ کو اس دُنیا کی خبر نہیں۔۔۔“
”میں بھی انتیار کر رہا ہوں۔۔۔“
”میرے چیز کا حکم!۔۔۔ چاہیدہ کی دریافت کے بعد سے علاالت بدلتے ہیں!۔۔۔“
”کیوں شبہ۔۔۔ کیوں!“

”دواتری آپ بالکل شرافت آدمی معلوم ہوتے ہیں!“

وہ ڈرینگ گاؤن کی ڈوری باندھ رہی تھی۔!
”اوہ۔۔۔ آپ میں!“ اُس نے طنزتہ لمحے میں کہا۔! ”مجھے یقین تھا کہ ایسا ہی ہو
گا۔۔۔ آخر اپ نے بچپن پر رحم کھا کر وہاں سے چلے آنے کی اجازت دی تھی۔۔۔
”اپنے بچے میں تھوڑی مٹھاں پیدا کیجئے۔۔۔ کیا اندر آنے کو بھی نہ کیتے گا؟“
”ضرور۔۔۔ ضرور۔۔۔ تشریف لایتے۔۔۔“ وہ ایک طرف ہٹتی ہوئی بولی!
”نشست کا کمرہ تھا۔۔۔ معقولی قسم کے ساز و سامان سمیت مکین کی خوش
ذوق کا منظر۔۔۔“
”تشریف رکھتے۔۔۔ بچپن یہ ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔۔۔
”حمدیہ بیٹھ کر چند لمحے اُسے پر تشویش نظروں سے دیکھتا رہا پھر بولا!“ ”آپ ذرا
ہی سی دیر میں سوچاں گی!“
”اسے اطلاع سمجھوں یا پیش کریں۔۔۔“ وہ مسکراتی۔
”کیوں؟۔۔۔“ اُس نے آنکھیں نکالیں لمحے میں بھی جھلکا ہٹ تھی۔!
”میرے چیز کا حکم!۔۔۔ چاہیدہ کی دریافت کے بعد سے علاالت بدلتے ہیں!۔۔۔“
”دریافت سے کیا مراد ہے آپ کی۔۔۔“

”بالعقل سے مراد کیا ہے۔ آپ کی!..“ مجید نے بھولپن سے پوچھا!
”وہ جواب دینیے کی بجائے ہنس پڑی!..“ احمد امتحانہ انداز میں اسے دیکھتا
رہا!

”لیکن۔ ایں یہ سوچ بھی نہیں سکتی کہ وہ آشاكے لئے دہان گیا ہو گا!“ اُس
نے کچھ دیر بعد سنجیدہ کی اختیار کر کے پرتوں لیجھے میں کہا!
”نہ موچنے کی وجہ!..“

”اُسے وہ جاوید۔ .. ماں کو خوب بد تھا۔ .. مگر تھا آپ پر۔ .. آشاكو
کس بات کی بھی تھی! اُنکے نہ جانے کتنے دل تند آدمی۔ ..!“

”مگر یہ کیوں بھولتی ہو کہ وہ خود بھی کافی دل تند تھی۔ ..“

”لیکن جاوید۔ اکیا آپ کو معلوم نہیں کہ کچھے فلم ”منظار“ کی شوٹنگ کے
دوران میں آشانے جاوید کے تھیسٹر مار دیا تھا!..“

”اوہ!۔ نہیں۔ ہمیں اسکی اطلاع نہیں۔!“ کتنے عرصہ پچھے کی بات
ہے!“

”ایک سال ہونے کو آیا۔!“

”کیا وہ فلم اسی ڈائریکٹر نے بنائی تھی۔!“

”بھی ہاں۔! وہ آشاكے نام پر کباب ہو جاتا تھا!..“

”پھر کیوں مارا تھا آشانے۔!“

”جاوید نے میں تھا! اُس نے آشاكے اپنی کوتی خواہش خاہر کرتے ہوئے
کہا تھا کہ اگر وہ تیار نہ ہوئی تو اس فلم میں اُس کی مٹی پلید کر کے رکھ دے گا۔!“

”اوہ۔! لیکن آپ نے خواہش کی دفعتات نہیں گی۔!“

”میساں مانگ رہا تھا!..“ بھی جمل کر دیں!“ آپ داتقی اتنے ہی

بھولے ہیں یا خامنخواہ میرا دلت برباد کر رہے ہیں!“
”اُسے آپ کو کیسے معلوم ہوا۔!“ مجید نے حیرت سے پوچھا!
”کیا معلوم ہوا ہے۔!“

”یہی کہ میری عرفیت بھولے میاں ہے!“ مجید شرما کر بولا! اور وہ بیا خڑتہ ہنس
پڑی پھر سنجیدہ ہو کر اُسے کچھ دیر گھورتی رہنے کے بعد بولی!“ آپ کیا چاہتے
ہیں!..“

”نم۔ میں دراصل یہ لوگوںی مچھوڑنا چاہتا ہوں۔ .. بکیا فلم میں بھے
چاٹن مل جائے گا۔!“

”کیوں نہیں، کیوں نہیں!“ وہ سر ہلاکر بولی!“ اگر پیسہ ہے تو آپ نلم پڑا یہ مر
بن سکتے ہیں۔!“

”نم۔ میرا مطلب تھا۔ ہیرد۔ دیرد۔!..“

”مجھے بیوقوت نہ بنا تیئے۔ ..“ وہ جھنجھلا کر بولی ”رم جیتھے میرے عال پر
درستہ نہیں اب بھروسی کی شکل اختیار کر لے گی!..“

”اچھا پھرسی!“ مجید اٹھتا ہوا بولا!“ میں جاوید سے متعلق آپ کا بیان لے
چکا ہوں لہذا اب یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ میرے ساتھ اسٹرڈیو جائیں۔!“

”کبھی کبھی ملتے رہنا۔ خاسے دلچسپ آدمی معلوم ہوتے ہوں۔ ..“

”اچھا۔!“ مجید نے سعادت منداز انداز میں سر ہلاکر کہا۔..“

اب پھر اسٹرڈیو کی طرف واپس چاہا تھا۔..“

زیبی سے عمارت میں ملاقات نہ ہو سکی۔ لیکن کچھ ما تحت اب بھی مختلف گروں
میں لوگوں کے بیانات یتھے نظر آ رہے تھے۔ سرجنت ریشن نے بتایا کہ فسیدی
کچھ دیر پہلے عقبی پارک کی طرف گیا تھا!..“

عقبی پارک سے لاش اٹھوائی جا پچی تھی! اس لئے حمید نے بھی ادھر ہی کا رُخ کیا! . . لاش کی موجودگی میں وہ پھر ٹال جاتا . . . خواہ موت خراب کرنے سے کیا فائدہ۔

فریدی اُسی ٹکڑے لاجماں آش کی لاش پائی گئی تھی۔ اُس نے سوال یہ نظر دیجتا! . .

”میں نے اُس لڑکی۔۔۔ مطلب یہ کہ نجم السحر سے پچھلے کچھ کی تھی۔ اُس نے بتایا ہے کہ جاوید کو اُس نے بارہ بجے عقبی پارک کی طرف جاتے دیکھا تھا!۔۔۔“

”موں۔۔۔ باور کچھ۔۔۔“

”اور یہ کہ پچھلے سال نلم“ نظارے کی شوٹنگ کے دوران میں آشانے جاوید کے تھپڑ مار دیا تھا! . . .“

حمید نے تفصیل بتائی۔۔۔ فریدی کچھ سوچتا رہا پھر بولا!۔۔۔ اگر وہ جاوید کی اتفاقی کارروائی تو پھر خود جاوید کو کیا ہوا! . . . اُس کے سر کا رُخ کسی دُر نی اور کندہ اوزار کی ضرب کا نتیجہ تھا! . . . میرا خیال ہے کہ وہ پچھلی رات سے اب تک یہیں کہیں بھیوش ڈارا تھا! . . . ہوش آنے پر استوڈیو کی طرف چل ڈیا ہو گا۔۔۔ ہو سکتا ہے!۔۔۔ کر!۔۔۔“

وہ کچھ کہتے کہتے روک گیا۔!

پھر حمید نے دیکھا کہ وہ منظر باندہ انداز میں چاروں طرف دیکھ رہا ہے!۔۔۔ یہاں جگہ جگہ مالتی کے جھٹٹہ بھرے ہوتے تھے!۔۔۔ بے ترتیب رویدگی میں بھی اس سلیقے سے ترتیب پیدا کی گئی تھی، جیسے ان میں انسانی باقاعدگے ہی نہ ہوں!۔۔۔ غالباً فلمی مناظر کے لئے انہیں برقرار رہنے دیا گیا تھا!۔۔۔

دفعتاً حمید نے فریدی کو ایک قریبی جینہ کی طرف بڑھتے دیکھا!۔۔۔ اور پھر

وہ جھک کر کوئی چیز اٹھانے لگا!۔۔۔

حمدیہ بھی پھر تی سے اُس کے قریب پہنچا!۔۔۔ مالتی کی گستاخی شاخوں میں کپڑے کا ایک ٹکڑا اٹھا ہوا نظر آیا اور پھر جب فریدی نے اُسے کھینچ کر باہر نکلا تو وہ گھرے براون رنگ کی مالی ثابت ہوتی جس پر کہی جگہ غالباً خون ہی کے دھمکتے تھے!۔۔۔

جمید نے طیل سائنس لی۔ وہ یہی چاہتا تھا! . . .

لیکن دشواری یہ آپڑی کہ اُس وقت وہاں اُن لوگوں میں سے کوئی بھی موجود نہیں تھا جنہوں نے غلمان قلعے کی تخلیل میں کمی نہ کسی طرح حصہ لیا تھا!۔ پھر بھی وہ اپنے بجھے ہرستے ذہن سیستہ اسٹوڈیو کی عمارت میں چکرا آپھرا۔۔۔ پھلی رات کے تحریرات اب پھر یاد آ رہے تھے۔۔۔ ! وہ اس طرح بے ارادہ پہنچے کبھی نہیں سویا تھا جیسے راجن کی خوابگاہ میں نہیں آگئی تھی۔! اس نے یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی کہ کافی میں کمی خراب اور چیزیں کی آیزش کی گئی تھی۔!

لیکن مقصد کیا تھا؟۔۔۔

پھر راجن کا بیان۔ اُس کی دانست میں سورنیا کا انگکش دینے والا خود جمید تھا!۔۔۔ اگر اُسے سچا سمجھ لیا جاتے تو چراس کا مطلب یہ ہو گا کہ وہ خود بھی کسی سازش کا شکار ہو گیا تھا!

علمتے ہٹلتے ایک بجھہ ورک کر جمید پاپ میں تباکر پھرنے لگا!۔۔۔ اُس کی پشت پر کسی کمرے کا دروازہ تھا جس کا ایک پاٹ بھڑا ہوا تھا اور درمرے کی پونڈیشن بھی ایسی تھی کہ اُس بجھہ کھڑے ہو کر کمرے کے اندر نہیں دیکھا جاسکتا تھا۔

دنعتاً اندر سے کسی نے کہا "یار ماگ کے تھوڑی سی تباکو۔۔۔ آفر کیا بُرا تھا ہے؟"

"چپ رہو!" دوسرا آواز آتی "تم مجھے کیا سمجھتے ہو۔۔۔ میرا پٹپٹی کشز تھا۔ میں تباکر مانگا پھر وہ گاہونہ۔"

"تمہارے باپ کی ڈپٹی لکشڑی تھیں بھنگی بنا کر رکھ دے گی ایک دن۔

دیکھ لینا!"۔۔۔

پھر ایک نسوانی تھکرہ سنائی دیا اور کہا گیا! "مُہمرو! میں مانگے لاتی ہوں!"

جمید نے مڑ کر دیکھا دروازے کے اوپر والے سائز بورڈ پر "غوری پر وڈا کشڑ"

سچا رہب

فریدی پر تفکرانداز میں دھبوں کو ٹوٹا رہا!۔۔۔ پھر جمید کی طرف مڑ کر بولا۔۔۔

"جادید کے لگھے میں مٹائی نہیں تھی۔!"

"ممکن ہے مژد عہدی سے نہ رہی ہو!۔۔۔" جمید نے لاپرواں سے کہا!۔۔۔

"ہوں۔۔۔ اُوں۔۔۔" وہ پھر سوتھ میں ڈوب گیا!

جمید بُری طرح الجھ رہا تھا!۔۔۔ اس نے غلام میں لکھوتا اور بوریت کے اٹھار کے لئے طرح طرح کے منہ بناتا رہا!۔۔۔ اور یہ سی بات نہیں تھی ایسے موقع پر پہنچنے وہ بوریت کا شکار ہو جاتا تھا جب اُس کی حیثیت محسن ہمراہی کی سی ہوتی تھی۔!

کام پورہ رکن نہیں تھا۔ کوئی کام سونپ دیا جاتے تو وہ پائیں تھیں ہی کوپہنچ کر رہتا تھا!

لیکن خود سے کام سیئنے پھرنے سے تنفعی دلچسپی نہیں تھی۔

بہر حال پچھہ تو بوریت ملی اور کچھ پچھلی رات کی تھکن کوہ نکل بھاگنے کی راہ میں تلاش کر رہا تھا۔

دنعتاً فریدی نے اُس کی طرف مڑ کرہا! "ابھی تک کسی نے جادید اور آش کے کسی بجھکڑے کے متعلق کچھ نہیں بتایا!"۔۔۔

"یہ لوگ اتنا ہی بتاتے ہیں جتنا پوچھا جاتے۔۔۔"

"لگھی اور سے بھی پوچھو۔!" فریدی نے عمارت کی طرف آشاؤ کرتے ہوئے کہا

تجھیر تھا۔

دروازہ کھلا اور حمید اچھل ٹپا۔۔۔ ہاہر آنے والی نجی تھی۔۔۔
وہ بھی حمید پر نظر پڑتے ہی تھکی تھی۔۔۔ لیکن پھر سنبھل کر مسکرائی۔
”ہٹو آفیسر۔۔۔! مجھے یہاں دیکھ کر غاباً تھجھ ہو!۔۔۔“

”یقیناً۔۔۔!“ حمید اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا ٹپا! جواب بھی نیند کے عنبار
سے دھنڈلاتی ہوئی تھی!۔۔۔“

”یہ نیندگی کچھ ایسی ہی ہے۔۔۔ تم کون ساتھا کو پہنچئے ہو!۔۔۔“
”پرنس نہری۔۔۔!“

”کیا تھوڑا سادے سکو گے۔۔۔ ہمارے سیٹھ کا نشہ اکھڑ رہا ہے۔۔۔ تماکو
ختم ہو گیا ہے۔۔۔ خود ہی روں کر کے پیتا ہے!۔۔۔“

حمید نے پاؤچ جیب سے نکال کر اُس کی طرف ٹڑھا دیا۔۔۔

”آؤ۔۔۔ اندر آجائو۔۔۔!“ نجی دروانے میں ملٹی ہوتی بولی!۔۔۔

”کیا مصالقہ ہے!“ حمید نے کہا اور دوسرے ہی لمحے میں خود بھی تکرے کے
اندر ہی تھا۔ سامنے ہی ایک بڑی سی میز نظر آئی جس کے پیچے ایک گول مٹول سا آدمی
کرسی میں وضنا ہوا تھا اور باہمی جانب ایک دُبلا پیلا مدتوق سا آدمی نظر آیا جس نے
اپنی ہجنوں اس طرح مکوڑ رکھی تھیں جیسے حمید کا آنا ناگوار گزار ہو۔۔۔

”تماکو ہی تماکو سیٹھ!“ نجی اٹھلا۔۔۔ ”یہ میرے دوست ہیں۔۔۔!“

”اچھا ہجی۔۔۔!“ موٹے آدمی نے دانت نکال دیئے! ”میخو، میخو۔!“
نجی نے تباہ کی پاؤچ اُس کے سامنے ڈال دی تھی۔۔۔!

حید بھی اُس ہنس کھو مونے کو گھوڑتا اور بھی اُس نچھڑھے مدتوق کو۔۔۔!

”یہ ہمارے اسکرپٹ رائٹر ہیں۔۔۔!“ موٹے نے مدتوق کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

”میں اسے غیر ضروری سمجھتا ہوں کہ ہر ایک سے میرا تعارف کرایا جائے!“
مدتوق نجھنے پھلا کر ٹپا!

”یہ کسی ڈپٹی کمشنز کے لا کے میں!“ نجی ہنس کر بولی ”اس لئے ان کی بات کا
کوئی بھی ہبرا نہیں مانتا۔۔۔“
”اچھا! اچھا!“ حمید سر ٹپا کر۔۔۔!

”مس نجی! میں اسے پسند نہیں کرتا۔۔۔!“ مدتوق نے پھر نجھنے پھلا کر۔۔۔
”اوٹے چپ کرنا۔۔۔!“ موٹے سیٹھ نے میز پر ہاتھ دار کر کرہا! ۔۔۔۔۔۔۔
مدتوق نچلا ہوتا دانتوں میں دبکر دوسری طرف دیکھنے لگا۔۔۔
سیٹھ پا فتح سے تماکن کا نکال کر سکریٹ رول کر رہا تھا!۔۔۔
”میرا سر درد سے پھٹا جا رہا ہے سیٹھ۔۔۔!“ نجی پیشافی پر ہاتھ رکھ کر
ٹھنڈائی۔۔۔

”ایس پر رکھاؤ۔۔۔!“

”ارے مجھے نیند بھی آرہی ہے۔۔۔!“

”ابھی چلتے ہیں۔۔۔ ابھی چلتے ہیں۔۔۔!“

”بلوایا کیوں تھا جب کوئی کام نہیں ہے۔۔۔!“

”بہت کام ہے۔۔۔ بہت کام ہے۔۔۔!“ وہ سر ٹپا کر ٹپا!

حمدید نے پاؤچ اٹھا کر جیب میں ڈالی اور اٹھنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ نجی بول
پڑی۔۔۔ ہمارے اسکرپٹ رائٹر صاحب جاوید کے گھرے دوستوں میں سے
تھے۔۔۔!

”اوہو۔۔۔!“

”اچھا تھا۔۔۔ تو پھر۔۔۔؟“ مدتوق نے آنکھیں نکالیں!

”شکریہ۔!“ حمید نے کہا اور مدقق سے بولا!“ آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا!“

”میں اسے سالہا سال سے جانتا تھا۔ میرا کلاس فلیو۔!“
”ان دونوں کیسے تعلقات تھے۔!“

”اچھے ہی تھے۔!“ مدقق کی آواز کا نپ رہی تھی اور وہ بیجید نہ دوسرا نظر آرہا تھا!“

”اب تم چوکڑی بھول گیا۔ نشی جی۔!“ سیٹھ ہٹنے لگا!“
مدوق نے اُسے بے بسی سے دیکھا اور پھر حمید کی طرف دیکھنے لگا!“
”آشنا اور اُس کے تعلقات کا علم تھا آپ کو۔!“
”مم۔۔ میں۔۔ تعلقات میں نہیں سمجھا!“
”پچھلی رات کہاں تھے ہے۔“

”مم۔ میں یہیں تھا!“
”پچھلی رات جاؤ یہ سے ملاقات ہوتی تھی۔!“
”نہیں ہے۔“

”آشنا کے مقابلے اُس نے آپ سے کیا بتایا تھا!“

”میری بھجوں نہیں آتا کہ آپ کیا پوچھ رہے ہیں۔!“
”اُس کے اس طرح مر جانے پر آپ کو حیرت نہیں۔!“

”میرے قدر ایکس کس قسم کے سلالات ہیں۔!“ وہ مپنے بال فرچتا ہوا بولا!
”وہ آج یہاں اسی حالت میں پہنچا تھا کہ لاکھڑا کر گرتے ہی دم توڑ دیا ہے۔“

”بھی ہاں۔ مجھے معلوم ہے اے۔“ مدقق سر ہلاکر بولا!“
”اُسے کس نے زخمی کیا تھا؟“

”آپ ہمارے لئے کار آمد ثابت ہو سکتے ہیں!“ حمید نے سنجیدگی کے کہا!“
”وہ کیا مطلب ہے۔ میں جسے تکلفی کا عادی نہیں ہوں!“

”عمر اپنے پیٹھی کشز تھا!“ سمجھی نے اُسی کے لمحے کی نقل اتاری۔۔۔
”میں اسے پسند نہیں کرتا!“ مدقق میر پر ہاتھ مار کر چینا اور اُسے کھانسی

آنے لگی!۔۔۔ مٹا سیٹھ ہنس رہا تھا اور اُس نے سمجھی کو پیار بھری تفروں سے دیکھ کر آنکھ
بھی ماری تھی۔

”میں جا رہا ہوں!“ مدقق اٹھتا ہوا بولا!“
”و تشریف کیجئے۔!“ حمید نے سخت لمحے میں کہا!

”جی۔!“ وہ سکھنے انداز میں اُس کی طرف دیکھنے لگا!“
”یہ دیکھتے ہے!“ حمید جیب سے اپنا کارڈ نکال کر اُس کی طرف بڑھتا ہوا بولا.

”میں آپ کو روک سکتا ہوں۔!“
”اوہ۔ اوہ!“ کارڈ پر نظر جماعتے ہوتے چپ چاپ بیٹھ گیا!“

”جادیگ کو آپ کب سے جانتے تھے۔!“
”مٹا سیٹھ اُس کے بدلتے ہوتے ردیتے کو حیرت سے دیکھ رہا تھا! پھر سمجھی
نے سس فس کا خاتمه کر دیا!“

”یہ ایک پولیس آفسر ہے۔۔۔“
”و اچھا۔! اچھا۔۔۔“ موٹے نے داتت نکال دیتے۔۔۔ پھر بلند آواز

”میں ہاں کنک لگاتی۔۔۔ اوپا ہر دالا۔!“
”نہیں شکریہ!“ حمید سر ہلاکر بولا!“ میں چاٹے نہیں ہیوں گما۔۔۔!

”پیون ما صاحب - یہ اپنی سنجیدگی کا دوست چھڑا بھی بھائی ہے۔!“

«کیا آپ کا خیال ہے کہ وہ میں ہو سکتا ہوں۔!»
 «میرے سوال کا جواب دیجئے۔!»
 «اُت توہ میں کیا بتا سکوں گا۔ میں تو ساری رات یہاں رہا ہوں اور اب بھی آپ ہیں دیکھ رہے ہیں۔ وہ جنگل الہ آدمی تھا اس کا شراب پی کر اور بھی پردماخ ہو جاتا تھا تو کسی نے بھی پیٹ دیا ہو گا۔!»
 «پچھے سال اُس کا آشام سے جنگل ہوا تھا۔ آپ کو علم ہے۔!»
 «جی ہاں! میں نے بھی سنا تھا ہے۔!»
 «اوی کی زبانی۔!»
 «جی ہاں۔ باشانے اُسے تھپڑ مار دیا تھا۔ اُس کے بعد وہ جب بھی نئے میں ہوتا تھا اُسے آشام کا تھپڑ ریاد آ جاتا تھا۔ اور وہ۔!»
 «ہوں۔ اور وہ کیا کہتا تھا ہے۔!»
 «یہی کسی دن اُسے مزہ چھائے گا۔!»
 «آخری بار اُس نے یہ بات کہ کہی تھی۔!»
 «کاش میں ڈائری کھنے کا عادی ہوتا ہو۔ وہ روہنسی آواز میں یو لا۔
 «وہمن پر زور دیجئے! آپ تو بہت وہمیں آدمی معلوم ہوتے ہیں! ابھی تک مجھے آپ کا ہم بھی نہیں معلوم ہو سکا۔!»
 «مجھے نیاض نجدی کہتے ہیں۔! وہ مندا یا۔!»
 «اُوہ۔ آپ ہی نیاض قبضی ہیں۔!» جمید نے حیرت سے ڈرایا اور بے حد خوش ہو کر مصالوں کے لئے اتھے پڑھاتا ہوا یو لا! آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔!
 «جی ہاں بے بسی ہی کہہ لیجئے! اُس کی نافی اُسے کڑی نگرانی میں رکھتی تھی!»
 «اُت توہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اتنے پڑے ادیب سے اس طرح ملاقات ہو گی۔!»

مدتوں نے دانت نکال دیتے اور بڑی گرمحوشی سے مصالوں کیا۔ جمید بھی کھلا پڑ رہا تھا اور یہ یہ اور بات ہے کہ اس سے پہلے کبھی یہ نام سننا بھی تھا ہوا۔
 مدتوں اسکر پٹ راستہ دعا چشم اخلاق بن گیا! جمید کہہ رہا تھا! «فلکم اندر شری پر احسان ہے آپ کا کہ آپ اس کی طرف متوجہ ہوتے آپ ہی جیسے کچھ اور بھی بڑے ادیب ادھر آ جائیں تو کیا کہنا۔ چار چاند لگ جائیں۔!»
 «شکریہ۔ شکریہ۔! میں کس قابل ہوں!»
 «اُرے نہیں غشی ہی۔! سیٹھ سر بلکہ بولا!» تم بہت بڑا قابل ہے۔!
 جب ایسا ایسا بابو لوگ تمہارا تعریف کرتا ہے۔!
 «یہ بہت بڑے پالیں آفیسر میں جناب!» اسکر پٹ راستہ نیاض نجدی نے کہا۔
 «اُرے باب رے۔! سیٹھ بولکھا کہ کھڑا ہو گیا!»
 «بیٹھئے۔ بیٹھئے۔ سیٹھ صاحب!» ہم دوستہ نضامیں بات چھیتے کر رہے ہیں۔! جمید بولا!
 «اچھا صاحب۔ اچھا جی۔! سیٹھ بیٹھ گیا! اور اس طرح ہانپہنچ لگ جیسے پھاڑ پھر رضا پڑا ہوا۔!
 «ہاں تو نجدی صاحب۔ یہ جاوید۔!» جمید بھر اُس کی طرف متوجہ ہو گیا۔
 «اُرے جناب یہ کیا عرض کرو۔ اوہر کچھ دونوں سے۔! وہ اُس پر ہربان ہو گئی تھی اور وہ نئے کی حالت میں اُسے گایاں دینے کی بجائے اُس کی پہلی پر رویا کرتا تھا۔!»
 «بے بسی پر رویا کرتا تھا؟» جمید نے حیرت ظاہر کی۔!
 «جی ہاں بے بسی ہی کہہ لیجئے! اُس کی نافی اُسے کڑی نگرانی میں رکھتی تھی!»
 «آپ کو اس تبدیلی پر حیرت تو ہوئی ہو گئی۔!»

”بھی ہاں۔ بہت پوچھنے پر اُس نے بتایا تھا! آج کل دونوں کارومن چل رہا ہے؟“

”آپ کو اس پر اور زیادہ حیرت ہوتی ہوگی!“

”بھی ہاں۔ بالکل۔ دونوں چھپ چھپ کر ملتے تھے۔!“

”کیا خیال ہے آپ کا پچھلی رات بھی ایسا ہی ہوا ہو گا۔!“

”ہو سکتا ہے۔ سننے میں آیا ہے آش اپنی نانی کو یہ کہہ کر لائی تھی کہ ڈائرنگ کرنے
طلب کیا ہے مالاگہ ایسا نہیں تھا!۔۔۔ پھر جاوید ہی کے کیمروے میں خرابی رات
ہوتی اور شوٹنگ گیارہ نیجے ہی روک دی گئی۔۔۔ آش ایسا پیچی اور اپنی نانی سے
بضمہ ہوتی کہ گھر واپس نہیں جاتے گی۔ معاملہ صاف ہے!“

”وہ خاموش ہو کر فخری آواز میں حمید کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔“

”اُف توہ جناب!“ حمید نے حیرت سے کہا! ”آپ تو واقعی بلا کہ ذہن میں!“

”بس اب اسی سے اندازہ کر لیجئے کہ کیا ہوا ہو گا!“ وہ پُر جوش آواز میں بولا اور دونوں
جنگی پارک کی طرف گئے ہوں۔ اور۔۔۔ آش کے کسی دور سے چاہنے والے نے
جو پہلے ہی تاک میں رہا ہو گا۔۔۔ دونوں پر قاتلانہ جعل کئے۔۔۔ ہو سکتے ہے جاوید
بمحضہ بے ہوش پڑا رہا ہوا!“

”بس بس۔۔۔!“ حمید با تھاٹھا کر بولا! یہ سب باتیں پلک کے سامنے کئے
کی نہیں ہیں!“

نجدی خاموش ہو گیا لیکن کچھ دیر تبل کے کھلاتے ہوتے چہرے پر صرفی پھر میں
پڑ رہی تھی۔ اور آنکھیں چکنے لگی تھیں۔!

دوسری طرف نجمی حمید کا کارڈ ماتھ میں لے کر بھی حیرت سے حمید کی طرف دیکھتی تھی
اور کبھی کارڈ کی طرف!۔۔۔

کچھ دیر بعد حمید نے کہا! ”نجدی صاحب آپ کو۔۔۔ تحریری بیان دینا پڑے گا!“

”بہت بہتر جناب۔۔۔ امیں بالتفصیل خود ہی لکھ دوں۔۔۔ یا آپ لکھیں گے!“
”لکھتے۔۔۔ آپ ہی لکھتے۔۔۔ بلکن وہ ہم سے ہی مطلب کا ہونا چاہتے ہیں۔۔۔
اسانہ نہ بنا دیجئے۔!“

”نہیں نہیں۔۔۔ جناب! میں سمجھتا ہوں!“

”اچھا تو اب اجازت دیجئے!“ حمید اٹھتا ہوا بولا! اور نجمی کی طرف دیکھ کر بولا۔
”اور آپ یہرے ساتھ یہرے ذریں کچھ چلتے۔۔۔ آپ کا بھی بیان دینا پڑے گا۔!
”چلتے اپنے۔۔۔!“ نجمی اٹھ گھٹری ہوتی۔۔۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ یہی
چاہتی تھی۔!

”کتنی دیر میں چھپی ہو گی۔!“ سیٹھ نے بے لبی سے پوچھا!۔

”رات سے پہلے ناممکن ہے۔!“ حمید نے کہا!۔۔۔ اور نجمی کے ساتھ باہر
نکل آیا۔۔۔

”تو آپ کیلئے حمید ہیں۔!“ نجمی نے طویل سانس لے کر پوچھا! حمید اُسے
اپنی گاڑی کی طرف لے جا رہا تھا۔

”بھی ہاں۔!“

”تو آتنا بن کیوں رہتے تھے؟“

”چلو گھر جھپوڑا آؤ۔۔۔ تمام تک سوتی رہنا! اب کوئی ڈسٹری
بیس کرے گا۔!“

”اس سلسلے میں شکر گزار ہوں۔۔۔ ورنہ گھر کی بجا تے مجھے سیٹھ کی کوئی
جانا پڑتا۔۔۔ بڑی داہیات زندگی ہے۔۔۔ آگے پڑھنے کے لئے کیا کچھ نہیں
کرنا پڑتا۔۔۔ مگر خوب گھسانی کی آپ نے نجمدی کی اولاد بھی اتنی باتیں نہ کرتا اگر
آپ اُس کی تعریف نہ کر دیتے۔۔۔!“

وہ لاش

حمدید اس طرح مگر ابھی اُس کے قریب پہنچنے پر مانع ہی تو گھاد سے گا۔
 غالباً بھی بھی یہی سمجھی تھی کیونکہ دوسرے ہی لمحے میں اُس نے بوکھلا کر کھاتھا! ”بات
 نہ بڑھائیے گا بہر حال میرے مستقبل کا سوال ہے۔“!
 سیٹھو قریب پہنچ چکا تھا! اُس نے گھکھایا کہ کہا! ”جناب . . . آج رات
 کو میری کوٹھی پر فلکش ہے آپ بھی آ جائیے گا۔ اور انہیں بھی لا جائیے گا۔“
 اُس نے اپنا کھارڈ حمید کی طرف بڑھایا جو لے لیا گیا!
 ”هزار آؤں گا! اور انہیں بھی ساتھ لاؤں گا۔۔۔ بنے فکر ہوا۔۔۔“
 حمید نے بھی کے لئے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا!۔۔۔
 ”جی بہت بہت شکریہ!۔۔۔“ سیٹھو نے کہا! اور اُس وقت تک دہیں
 کھڑا رہ جب تک کہ گاڑی پل نہیں پڑی!
 ”کیا خیال ہے؟۔۔۔“ حمید نے اسٹوڈیو کے چھاٹک سے گزرتے ہوئے پہچا!
 ”بہت اچھا رہا!۔۔۔ اب یہ سو سکون گی!۔۔۔ بے اس میں آئی بہت
 نہیں کہ آج مجھے دوبارہ بور کر سکے!۔۔۔ پہلی بار مجھے سائیڈ میر وتن کا رد مل نہ ہے
 میں اُسے کسی بھی قیمت پر کھونا نہیں چاہتی!۔۔۔“

ادا دیب ہے بیچارہ!۔۔۔ ایہ لوگ بھی کچھ ہزار دیاں رکھتے ہیں!۔۔۔“
 وہ ابھی گاڑی میں بٹھنے بھی نہیں پاتے تھے کہ سیٹھو نظر آیا جو لڑاکتا ہوا
 اُسی طرف چلا آ رہا تھا!۔۔۔ اُس نے با تھا اٹھا کر انہیں رُکتے کا اشارہ بھی کیا
 تھا!۔۔۔

”اس سے پہلے کیا کرتی رہی تھیں . . . !“
 ”اکثر ا . . جس کی کوئی اہمیت نہیں جو محض اس موقع پر خود کو تباہ کرتی رہتی ہے کہ شام کبھی کوئی اچا چانس مل جاتے ہے - ?“
 ”پڑھی لکھی معلوم ہوتی ہوا!“
 ”گریجویٹ ہوں . . حضرت . . !“
 ”لوب ہے . . اس کے باوجود بھی . . !“
 ”وہ کچھ بولی نہیں۔ لیکن جپرے پر ناگواری کے آثار پاتے جاتے تھے . . .!
 ”بہر حال یہ دنیا ہر اقتدار سے عجیب ہے - !“ محمد تھوڑی دیر بعد بولا!۔
 ”اصلًا میں ایک طوالف کی بیٹی ہوں سمجھے حضور . . !“ اس نے تینج بھے
 ”میرے لئے یہ دنیا قطعی عجیب نہیں ہے - !“

”ساتھا! . . ایک ایجوکشن سوسائٹی اُسے چلا رہی تھی . . . ہمیڈ معلمنے کے معلم مشور تھا کہ بڑی نیکدل خالون ہیں! . . معلمہ اخلاق سے پیش آئیں . . اور مجھے مشورہ دیا کہ سوسائٹی کے صدر سے مل دوں جو خود بھی بڑے اچھے آدمی ہیں! . . میں نے سوچا کون جنجنجھٹ کرتا پھرے . . چھوڑو۔ اور اپنا یہ خیال ہمیڈ معلمہ پر بھی ظاہر کر دیا وہ بولیں نہیں ہرگز نہیں میں آپ کو رکھنا چاہتی ہوں . . اگر آپ تنہادہاں نہ جانا چاہیں تو میں خود پلوں گی آپ کے ساتھ . . ترجماب میں ان کے ساتھ صدر صاحب کے گھر پہنچی وہ بھی اخلاق سے پیش آتے۔ بہر حال مختصر آیہ کہ ملازمت مل گئی -
 صدر بھی اکثر اسکول میں تشریف لاتے اور میرے کام کی بے حد تعریف کرتے ہوئے اپنے ذاتی کام بھی میرے گلے لگا جاتے لیڈر قسم کے آدمی تھے . . . تقریبیں لکھ کر یا کسی سے لکھوا کر لاتے اور میرے حوالے کرتے کہ اسے ٹاپ کر دو۔ میں اچھی فاصی ٹاپسٹ بھی تھی۔ طالب علمی ہی کے دوران میں شوقیہ ٹاپ کا کام سکھا تھا۔ ایک آوار کو انہوں نے گھر بیا کہ سوسائٹی کی سالانہ رپورٹ ٹاپ کر دوں جسے فرمی طور پر پیس میں جانا تھا . . . میں چل گئی۔ اُن جیسے مترادفات آدمی کے لئے میں کوئی بُری بات سوچ رہی نہیں سکتی تھی۔ گھر میں نہ تھا! پوچھنے پر معلوم ہوا کہ بچے کسی تقریب میں گئے ہوئے ہیں! میں نے اس پر بھی کوئی توجہ نہ دی۔ کام کرنے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ حضرت خود ہی میرے لئے چاٹتے لاتے مجھے بڑی شرمندگی ہوتی کیونکہ گھر میں کوئی نہیں تھا! . . خود ہی بنائی ہو گئی۔ بہر حال مجھے چاٹتے پینی پڑی . . اس کے بعد کچھ ہوش نہیں کر کیا ہوا۔ . . نشام پڑتے ہوش میں آئی تھی اور یہ محسوس کیا تھا کہ جس چیز کی حفاظت کے لئے طوالف کا بالاخانہ چھوڑا تھا وہ ملما اور شرفاب میں لٹ گئی! . . سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کوئی دن . . گھر پر ان پڑا تھا! . . وہ حضرت بھی ز جلنے کیا نہ ٹاپ کر گئے تھے! عجیب اسکول میں ملازمت کی جاتے۔ لہذا ایک ایسے اسکول میں پہنچی جس کا بڑا شہر

کیفیت تھی میری۔ کبھی سارا جسم غصے سے تپ اٹھتا اور کبھی کبھی موٹے موٹے آنسو
انہوں سے اپنے لگتے۔!

بہر حال اس کے بعد اس پیشے پر بعثت بھیج کر صرکاری دفاتر کے چکر کاٹے۔ ایک
جنگ میا پسٹ کی ہلگہ مگر۔۔۔ دہلی بھی چیراگی سے لے کر بڑے صاحب تک
بھی میرے عاشق راز نظر آتے۔ ناک میں دم آگیا۔۔۔ بیچے سے اور پستک وہ کشمکش
لٹھرائی کر دکھا کی پناہ۔۔۔ دہلی سے بھی جاگنا پڑا۔۔۔ لیکن گھر بسا میرے بیس سے
باہر تھا۔ بالآخر نے کی طرف واپس جاتی تو وہ انگ مذاق اڑتا۔۔۔ ماں سے پہلے ہی
جنگڑا ہو چکا تھا!۔۔۔ اب میں تھی اور ذہنی کشمکش۔۔۔ اس دوران میں طرح طرح
کے آدمیوں سے سابقہ پاچھرانہیں میں سے ایک نے مجھے اس لائن سے روشناس
کردا یا۔۔۔

وہ خاموش ہو گئی احمدید بھی خاموش تھا!۔۔۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کہا "واقعی کھو ہوا"
"کیوں؟" وہ عجیب سے انہاز میں سکرا تھا۔

"ہونا ہی چاہئے۔!"

"کچھ ایسے بھی ملے تھے جنہوں نے غخوار بن کر لو ہا ہے کپتان صاحب!"
"اور اب تم اپنی موجودہ زندگی سے مطمئن ہو!" احمدید نے پوچھا!

"کیوں نہ ہوں۔ جناب۔!" اس نے سینیدگی سے سوال کیا ہے
لیکن احمدید کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا!۔۔۔

تھوڑی دیر بعد خود بھی ہی نے موضوع بدل دیا!

"آپ لوگ مرد نگ کو آج تک نہ کھڑک سکے۔!"

"ہماری معلومات کے مطابق وہ سرحد پا کر گیا ہے!" احمدید نے لاپرواں سے شاذ

کو جیش دے کر کہا!۔

"میں سوچتی ہوں! کہیں اس میں اُسی کا ہاتھ نہ ہو!"

"آپ اسے قتل کیوں سمجھ رہی ہیں۔۔۔ ہو سکتا ہے۔۔۔ کوئی درندہ۔!"

"پرانی بات ہوتی۔۔۔ آپ کے چیف کوں زیری نے اسے بعد میں قتل ہی
توار دیا ہے!"

"میرے لئے نہیں اطلاع ہے۔!"

"انہوں نے بہتیرے لوگوں کے سامنے اپنے اس خیال کا انہما کیا تھا!۔۔۔ یہ بھی
کہا تھا یہ کسی ایسے جنسی جزوئی کی حرکت ہو سکتی ہے، جو سیڈست بھی ہے!۔۔۔
کیا مرد نگ ایسا ہی تھا؟"

"خدا جانے۔۔۔ کبھی اُس سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا!"

قبل اس کے کہ جمیں کچھ اور کہتا بھی کی تیامگاہ آگئی۔۔۔!

"بہت بہت شکریہ۔۔۔!" وہ گھاٹی سے اتری ہوئی بولی "سیطھ کے
نکشن کی کیا رہی۔!"

"تو کیا سچ چیخ تم اس پر یہی ظاہر کرنا چاہتی ہو کہ تم نے سارا ذلت میرے ساتھ
گزارا ہے۔"

نجی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوتے کہا!۔۔۔ میں یہی ظاہر کرنا چاہتی ہوں...!

"اچھا۔۔۔ باقی باقی۔!" جمیدا تھا بلکہ بولا!۔۔۔ اور گھاٹی میں آگے بڑھ گئی!

اس کے ذہن پر بھی غنودگی کے بادول مچھارے تھے!۔

پھر وہ گھر پہنچتے ہی ڈھیر ہو گیا تھا!۔۔۔ لباس تبدیل کرنے کی بھی زحمت
گوارا نہیں کی تھی...!

خواب میں آشائی لاش اور نمی راجن اس کا تعذیب کرتی رہی تھیں کبھی بھی بھی نجی کا

چھرہ بھی دھنڈ کھون سے اُبھرنا اور غائب ہو جاتا ہے۔
پھر ایک عجیب سی آواز سوتی ہوتی توست سامنے ملکرائی تھی اور انہیں کھل
گئی تھیں۔ سرہانے رکھی ہوتی ٹائم پسی گھڑی کا الارم چخ رہا تھا!۔ بوکھلا کر اٹھ دیجیا!
گھڑی چار بجاء ہی تھی!۔

یہ کم بخت سرہانے کہاں سے آئی۔ گھڑی میں الارم لگا کر سونے سے زیادہ بڑی
حماقت اُس کی نظر میں اور کوئی نہیں تھی!۔

ہاتھ درھاکر الارم بند کیا اور کسی نوک کو طلب کرنے کے لئے گھنٹی بجائی۔
شر فہری آیا تھا اور اُس کے چہرے پر چینچلا ہٹ دیکھ کر مسکرا یا بھی تھا!۔
”یوں بے۔۔۔ یہ بے۔۔۔“ حمید نے آنکھیں نکال کر گھڑی کی طرف سر
گھایا۔۔۔

”صاحب نے کہا تھا۔۔۔ چار بجے کا الارم لگا کر سرہانے رکھ دو۔۔۔“
”ہوں!۔۔۔“ حمید سر پا کر اُسے گھوٹا رہا پھر دھاڑا۔۔۔ اٹھا لے جا۔۔۔
ورنہ تیرے سرہی پر ٹوٹ دوں گا۔۔۔“

شرڑے لئے گھڑی اٹھائی اور کمرے سے نکل گیا!۔

پاپ میں تباکر بھرتے وقت اُس نے سوچا کوئی عورت یہی کام اس طرح نیلام
نہ دیتی۔۔۔ اللہ تعالیٰ کے کام حکمت سے غالی نہیں ہوتے۔۔۔ مردی میں کوئی خاتون
ایسا بھی بنائے تھے کہ عورت کے بغیر بھی توالدد تناسل کا سلسلہ قائم رہتا۔۔۔ انہاں
خوس پے دہ کھر جہاں کوئی عورت نہ ہو!۔

اُس نے چھر گھنٹی بجائی۔۔۔ اس بارہ دوسرے طازم آیا تھا!۔

”میں اس وقت کافی پیور گا۔۔۔“ حمید نے اس طرح کہا تھا، جیسے اُسے گالی
دی ہو۔۔۔ اور وہ سر لگا کر خست ہو گیا تھا!۔

یک بیک ذون کی گھنٹی بھی اور وہ رسیور اٹھا کر ماڈھ پیس میں دھاڑا۔
”ہلو۔۔۔“

”سوچا رنجے ہیں!“ دوسری طرف سے فریدی کی آواز آئی۔
”ٹائم پسی آمد، اس پوزیشن میں نہیں کہ وقت بتا سکے۔۔۔“

”کیا؟۔۔۔“ بھرپور طرف سے آواز آئی ”تم نے اُسے توڑ دیا۔۔۔
جانشی ہولارڈ لٹکنے کے میرے فادا کو تخفہ پیش کی تھی۔۔۔“

”اب آپ کسی چڑیا گھر کے لئے مجھے تخفہ پیش کر دیجئے!“ حمید اپری ہونٹ
بھینچ کر بولا۔۔۔

”بھو اس مت کرو۔۔۔ تمیں ٹھیک پاسخ بچے مردہ خلنے پہنچاۓ۔۔۔“

”اگر براہ راست برستان پسخ جاؤں تو آپ کو کیا اعتراض ہو گا۔۔۔“

”شت آپ۔۔۔“ دوسری طرف سے سلسہ مقطع کر دیا گیا۔۔۔ رسیور کو کہ
اُس نے طویل انگرداں لی۔۔۔

بھر حال بستر کو خیر باد کہنا پڑا تھا!۔۔۔
کچھ دیر بعد شیو کرتے وقت پھر فون کی گھنٹی بھی۔۔۔

”ہیو۔۔۔“ وہ رسیور اٹھا کر ماڈھ پیس میں غرزا یا!۔

”کون صاحب ہیں۔۔۔؟“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”کس سے ظاہر ہے!۔۔۔“

”کپٹن حمید سے؟۔۔۔“

”میں ہی بول رہا ہوں۔۔۔ فرمائیے؟۔۔۔“

”میں راجن ہوں۔۔۔“

”اوہ۔۔۔ راجن صاحب۔۔۔ کیسے کہیے؟۔۔۔“

”آپ کس نتیجے پر پہنچے۔؟“
 ”ابھی تک صرف الجھن میں ہوں۔ میرے خیال سے تو کسی نتیجے پر آپ ہی کو پہنچا چاہتے۔؟“
 ”کس نے مجھے انگلکش دیا تھا۔ اور کیوں ہے۔“
 ”کسی بزرگ کا ذل ہے کہ اپنی جو میں خود مارو۔!“
 ”ند آن نہیں کسپن۔ میں سخت الجھن میں ہوں؟“
 ”دیکایا آپ کو اپنے خلاف کسی سازش کا اختلال ہے۔؟“
 ”تعین نہیں۔!“ دوسری طرف سے آواز آئی، اسی لئے تو الجھن میں ہوں!
 ”آپ نے شریعتی جی سے اس کا ذکر کیا تھا؟“
 ”کیسے کر سکتا ہوں۔ آپ بھی کمال کرتے ہیں۔!“
 ”پھر بتائیے۔ میں کیا کروں؟“
 ”آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔!“
 ”کیا میں شریعتی جی سے اس سلسلے میں پوچھ گچھ کر سکتا ہوں۔!“
 ”ہرگز نہیں۔ میری ایکٹنگ کا بھانڈا پھوٹ جلتے گا۔ ہرگز
 نہیں۔!“
 ”و یار تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں؟“ جمید جھنگلا کر بولا۔
 ”کچھ کیجئے۔ کچھ کیجئے۔ وہ میں۔ میں۔ میں۔!“
 ”اچھا۔ اچھا۔ کچھ کروں گا۔ فی الحال اجازت دیجئے۔!“ جمید نے
 ریسپور کر ڈیل پر دے مارا۔!
 ”پھر شیوگر کے غسل خانے کی راہ لی۔ . . .
 کافی کی میر پر مشتمل سے پوچھ رہا تھا۔ ”اگر تیری شادی کردی جاتے تو کسی

”رہے!“
 ”اب میری شادی کی عمر ہے صاحب۔؟“
 ”شادی اور حصول علم کے لئے کسی عمر کا تعین نہیں کیا گیا! . . .“
 ”اچھا تو چلنے حصول علم کروں گا۔!“ شرف مرتلا کر بولا۔
 ”اس گھر کے کتنے بھی بقراط ہیں۔؟“ جمید نے بُرا سامنہ بناؤ کر کھا۔
 ”صاحب آپ خود ہی کیوں نہیں کر لیتے شادی، دوسروں کو بور کرنے سے کیا
 فائدہ“ شرف نے اس سے بھی زیادہ بُرا منہ بناؤ کر کھا۔
 ”اچھا۔ اچھا!“ جمید مرتلا کر رہ گیا۔
 وہ سوچ رہا تھا کہ آخر فریدی نے مردہ خانے میں کیوں ٹکایا ہے! اکیا اور کوئی لاش
 بھی ہے۔
 فریدی سے صولہ سپتال کے ریسپشن رومن میں ملاقات ہوتی۔ وہ تھما تھا!
 جمید نے سب سے پہلے اُسے فیاض نجدی اور نجی کے متعلق بتایا۔ . . پھر پوچھنے
 لگا کہ مردہ خانے میں کیا ہے؟۔
 ”کیا بتتا ہے مردہ خانے میں؟“ وہ ٹانی جاوید ہی کی ثابت ہوتی ہے۔ لیکن
 ابھی تک کوئی ایسا نہیں ملا جس سے یہ معلوم ہو سکا ہو کہ وہ دونوں کھلتوں کھلا ملتے
 ہوتے بھی پاتے گتے ہوں۔ . . ااوہ۔ اب خاموش رہو۔ ادا آگئی؟۔“
 جمید نے مٹر کر دیکھا۔ . . آشکاری نامی بھی دوسری عورت کا سہارا
 لئے۔ ریسپشن رومن میں داخل ہو رہی تھی۔!
 فریدی اٹھ گیا! اور آگے ہڑھ کر بولا! ”تکلیف ہی کی معانی چاہتا ہوں محترم
 لیکن یہ بے عذر درمی تھا!“ میرے ساتھ آئی۔!

لٹ فلم

فریدی نے اُسے ہاتھ پر سنبھالے ہوئے حمید سے کہا "جاو... اسٹریچر بھجواؤ۔"

حمدی نے ڈیلوٹی ڈاکٹر سے اسٹریچر بھجوانے کے لئے کہا اور پھر مردہ فانے کی طرف واپس آگیا۔

تو وہ آشنا نہیں تھی... بے حمید نے پہلے لاش دیکھی ہوتی تو شامد وہ بھی کوئی خیال قائم کر سکتا ہے بہرحال وہ جو بھی تھی آش کے قد اور جسمت سے مطابقت رکھتے ہی کی تھا پر کام میں لائی تھی ہوگی اچھرہ قابل شناخت نہ رہتے دیا گیا ہوگا! وہ صورت حیران ہے۔

"اوھے گھنٹے سے پہلے فریدی سے گفتگو کرنے کا موقع نہیں سکا۔"

"یہ کیا ہو گیا؟" حمید نے لکھا تھے، ہوتے لیجے میں پوچھا۔

"میں پہلے ہی سے مطمئن نہیں تھا!..."

"وکیا اچھرہ قابل شناخت نہیں تھا!"

"ہوں؟" — لیکن جلد ہی میں وہ ہاتھوں اور پیروں کے متعلق کچھ نہیں کر سکتا تھا جو۔

آش کی نافی کچھ نہ بولی۔ ایسا گل رہا تھا جیسے وہ گھستی ہوتی چل رہی ہو۔ وہ مردہ فانے میں آتے۔ فریدی ایک ٹرالی کے قریب رُک گیا! لاش چادر سے ڈھکی ہوتی تھی۔ لیکن ہاتھ اور پیر کھلے ہوتے تھے۔ فریدی کے کینے کے مطالعہ بولڑھی خورت نے آگے بڑھ کر انہیں دیکھنا شروع کیا!...

"نہیں —!" وہ کچھ دیر بعد کپکپائی ہوتی آداز میں بولی "یہ آش نہیں ہو سکتی۔ ہرگز نہیں۔ پیروں کی بناوٹ... ہاتھوں کی بناوٹ۔!" وہ فاموش ہو کر آگے پیچھے جھولنے لگی۔ فریدی نے آگے بڑھ کر داہنے ہاتھ پر سبھال لیا۔ دردہ فرشہ ہی پر آتی ہوتی۔ وہ بیویش بھر چکی تھی۔!

”کون؟“

فریدی نے کوئی جواب نہ دیا! پُرتفنگر انداز میں اُس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔

وہ رسیشن روم میں بیٹھے تھے۔ تھوڑی دیر بعد میرن نے اطلاع دی کہ آشنا کی نافی ہوش میں آگئی ہے۔!

”ایک نرس کی نگرانی میں اسے گھر بیجوادیا جاتے۔“ فریدی نے کہا۔
میرن والپیں پلی گئی اور حمید چنجلا کہ بولا! پھر ہم یہاں بیٹھے کیوں جھک مار رہے ہیں۔!

”فضول بائیں نہ کرو۔“ تمہیں وہ لڑکی یاد ہے۔!
”بجھے ہر لڑکی زبانی یاد ہے۔“

”شمیبو سیٹھ کی سیکرٹری۔“
”ہوں۔ اوں۔۔۔! لیکن وہ کیسے یاد آگئی۔!

”میں مرد نگ کے امکانات پر خود کر رہا ہوں!“
”مگر وہ تو مرد پار کر گیا تھا؟“

”یہ اطلاع غلط بھی ہو سکتی ہے۔!
”تو پھر۔ میں کر سکوں گا؟“

”اُس سے ٹو۔ شاید کوئی خاص بات معلوم ہو سکے۔!
”انہیں میں تیر پھینکنے سے کیا نامہ۔“

ظاہر ہے کہ اب وہ اُس سے جلد باقی طور پر بھی بے تعلق ہو جکی ہو گی۔ اُسے اپنے بدلدار پاس سے ہمدردی ٹھیک لیکن اُس کا زار اٹھا رہو جانے کے بعد اُسے اپنے ہندبیہ ہمدردی سے بھی نفرت ہو گئی ہو گی۔!

”ماہرِ نفیات ہو ہے ہو آج کل۔!
”

”حیدر گردن اکٹا کر پاپ میں تباہ کو بھرنے لگا۔“

”فریدی کچھ دیر غاموش رہ کر بولا!“ اُس سے ضرور ٹلو۔!

”اُس سے مل کر ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے روکھا چیکا چکن سوپ اتفاقے صحت کے لئے زبردستی زہر مار کر رہا ہوں۔!
”

”بیکومت۔ جاؤ۔!“ فریدی کھڑکی دیکھتا ہوا بولا۔!

”ابھی۔!
”

”اسی وقت۔!
”

نشہ بار برا کا ہونی تک پنجھنے کے لئے ایک لیے علاقے سے بھی گذرتا پڑتا تھا جہاں نشکن محلیوں کی بدبودھا خ پھاٹکر رکھ دیتی تھی۔!

بہر حال جانا ہی تھا!۔۔۔ لیکن سوال تھا ”تقریب بہر ملاقات“ کا؟۔

وہ کوئی فلرٹ تو نہیں کر اُسے غصت غیر متقبہ سمجھ کر آنکھوں پر ٹھاٹی۔۔۔

شراف لڑکوں سے وہ بے حد بور ہوتا تھا!۔۔۔ جبکی تو شرافت ترین تھی۔!

”لیکن جناب۔!“ حمید تھوڑی دیر مسجد بولا!“ آخر اُس سے کس سلسلے میں

لا جاتے۔!

”تمہیں وہ رات یاد ہے نا جب مرد نگ نے چھپلا کر تمہیں بھی موٹ کے

گھٹ آنرنے کی کوشش کی تھی۔!
“

”اچھی طرح یاد ہے!“

”کیا وہ محسن الفاقی تھا۔ یا میں نے ہی اُس کے تھے وہ موافق فراہم کئے تھے؟“

”میں درجہ صوم (الف) کا طالب علم نہیں ہوں! جو کچھ کہنا ہو جلدی سے کہہ

گذستے اخلاقی ہو رہا ہے۔!
“

”میں اس بار پھر۔۔۔ خیر جانے دو۔ امت جاؤ۔۔۔ کچھ نہیں! میں خود ہی

گھر کے سامنے ہی مُرکنا مناسب نہ ہوگا! امّا اُس نے ایک جگہ گاڑی روک دی اور اُتر کر پیدل ہی جینی کے گھر کی طرف چل پڑا۔ سوچ رہا تھا کہ اُس سے کس طرح رابطہ قائم کرے گا۔ اکیونکہ یہ بھی چاہتا تھا کہ اس کی ماں کو کسی بات کا علم نہ ہو سکے! -

گھر کے قریب پہنچ کر اُسے چلتے چلتے پڑک جانا پڑا۔۔۔ یکیونکہ براہمے میں کچھ سے گزینہ نہیں کر رہا۔۔۔ بس تھوڑی سی وضاحت چاہتا تھا! ۔۔۔ دیسے اس کے بغیر بھی چلا جاؤں گا پاس پڑوسن میں لیعنیا کوئی نہ کوئی الیں بھل بھی آئے گی کہ میں دوبارہ بھی دہاں جاسکوں۔

یہی صعلوم ہوتا تھا جیسے سب انپکٹر اُن میں سے کسی کا بیان لے رہا ہو!

جمید آگے بڑھا! سب انپکٹر صورت آشنا معلوم ہوتا تھا! جیسے ہی اُس کی نظر جمید پر پڑی کرسی جھوڑ کر کھڑرا ہو گیا! ۔۔۔

”آتیے ۔۔۔ جناب!“ اُس نے تکڑا کر کہا! ”اچھا ہی ہوا کہ معاملہ آپ تک پہنچ چکا ہے؟“

”تشریف رکھتے! میں نہیں سمجھا آپ کیا کہہ رہے ہیں! ۔۔۔“

ایک کاٹپل نے اپنی کرسی جمید کے لئے کھسکائی۔۔۔

”تشریف رکھتے! ۔۔۔“ سب انپکٹر نے کرسی کی طرف اشارے کیا۔

”ٹھیک ہے ۔۔۔ ٹھیک ہے!“ جمید بیٹھا ہوا اولا!“ کیا قصہ ہے! -

”ادہ۔۔۔ میں سمجھا تھا شاہزاد معاملہ آپ لوگوں کے پسروکر دیا گیا ہے جو!“

”کیسا معاملہ۔۔۔ میں کچھ نہیں جانتا!“

”جینی پر سوں سے غائب ہے! ۔۔۔ مرد ہنگ دالے کیس میں گواہ کی جیشیت رکھتی تھی!“

”غائب ہے!“ جمید نے جبرت سے کہا!“ میں دراصل اسی سلسلے میں اُس سے کچھ پوچھنا چاہتا تھا!“

دیکھ لوں گا! -

”اگئی شامت بی میں عرض کر رہا تھا حضور والا کہ میں اس خدمت کی انجام دیں سے گزینہ نہیں کر رہا۔۔۔ بس تھوڑی سی وضاحت چاہتا تھا! ۔۔۔ دیسے اس کے بغیر بھی چلا جاؤں گا پاس پڑوسن میں لیعنیا کوئی نہ کوئی الیں بھل بھی آئے گی کہ میں دوبارہ بھی دہاں جاسکوں۔“

فریبڑی ہاتھ ہلاکر جانے کا اشارہ کرتا ہوا دوسری طرف ٹرگیا۔

کچھ دیر بعد جمید کی گاڑی فرش ہار برد کا لوٹی کی طرف جا رہی تھی۔۔۔ اادر وہ سوچ رہا تھا کہ اگر ہر نے والی آشنا نہیں تھی تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ آشت تو خود ہی کہیں بیویش ہو گئی ہے! پھر قاتل کے قبضے میں ہو گئی لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر مقصدا غلط تھا تو اس کی پرده پوشی کے لئے ایک تل کیوں ہوا۔۔۔ اس کا مطلب تو یہی ہو سکتا ہے کہ اخواز کرنے والا کوئی جانا بوجھا آدمی ہے! جو ایک بھی طرح سمجھتا ہے کہ آشنا کے غائب ہو جانے پر اپسیں اُس پر شہد ہو سکتی ہے ۔۔۔ اگر وہ مرد ہنگ ہی ہے تو اس سلسلے میں جینی پر نظر رکھنے سے کیا فائدہ۔۔۔ ظاہر ہے کہ اب وہ جینی سے قطعی طور پر یہ تعلق ہو چکا ہو گا مگر پھر جمید نے اُسے جینی سے رابطہ قائم کرنے کی ہدایت کیوں دیتی ہے؟۔۔۔ سوچتا رہو۔۔۔ آفر مقتوہ کون ہے جو کیا اُس کا تعلق بھی نا درن استوڈیو سے تھا ہے؟ اگر تھا تو ابھی تک کسی اور کے نامب ہونے کی اطلاع کیوں نہیں ملی! ۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ آشنا والی غلط فہمی رفع ہو جانے کے بعد یہ بھی صعلوم ہو سکے کہ مقتوہ کون تھی؟۔۔۔ لیکن کیا فہری اس سلسلہ پر یہ ظاہر کرنا مناسب سمجھے گا کہ وہ آشنا کی لاش نہیں تھی؟ -

ہو سکتا ہے کہ وہ اس سلسلے میں آشنا کی نانی اور اُس کے ساتھ والی دوسری سورت گزر بان بندہ ہی رکھنے کی ہدایت دے۔ -

گاڑی فرش ہار برد کا لوٹی میں داخل ہو رہی تھی۔۔۔ اُس نے سوچا کہ براہ راست جینی کے

”پرسوں صبح مارکٹ گئی تھی۔ پھر واپس نہیں آتی۔“

”اوہ۔!“ حمید سوچ میں پڑ گیا۔ وہ جلد سے جلد فسریدی کو اس کی اخلاق دینا چاہتا تھا اور اب اُسے یاد آیا کہ جیتنی نہ صرف آشنا کا ساتھ رکھتی تھی بلکہ اُس کی جسمت بھی تقریباً دیسی ہی تھی۔ بال بنانے کا اٹالی بھی آشنا کا ساتھا۔ تو کیا وہ لاش حلنی ہی کی تھی۔!

”درست کی کی ماں گھر پر موجود ہے ہے“ حمید نے پوچھا۔
”جی ہاں۔!“

”میں اُس سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں ہے“
”ٹھہر تیے۔!“ سب انسکٹر اٹھتا ہوا بولا۔۔۔ اُس نے دروازے پر دستک دی۔ اندھے سے ایک نسوائی آواز آتی اور وہ دروازہ کھول کر انہوں نے چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا اور بولا۔! ”ترشیف لے جاتیے۔ اُس کی حالت ایتر ہے۔!“

حمدید کھکھاتا ہوا نشت کے گھرے میں داخل ہوا۔ سامنے ایک ادھیر عنبر کی قبول صورت عورت بھی تھی۔! انہیں متوجه نظر آرہی تھیں اور چہرے پر عجیب سی غم آؤ دنر می پائی جاتی تھی۔!

”وہ اُسے دیکھتے ہی اٹھ گئی۔
”بیٹھنے۔ بیٹھنے۔!“ حمید با تھاکر بولا۔! مجھے انوس سے ہے کہ ایک بار

پھر آپ کو الجھنوں سے دوچار ہونا پڑا۔“

”وہ کچھ نہ بولی۔ خاموشی سے حمید کی طرف دیکھتی رہی۔!

”جی نہیں۔ ایسی کوتی بات نہیں!“ بھرا تی ہوئی آواز میں جواب ملا۔-

”کیا مارکٹ جاتے وقت آپ نے اُس کی زبان سے کوتی غیر معمولی باتی نہیں کی۔!

”جی نہیں۔ سب کچھ محول کے مقابلے تھا! سوچا جب تھی نہیں جاسکتا تھا کہ وہ واپس نہ آتے گی!“

”انہ لوگوں کیاں کام کر رہی تھیں۔!“

”سنار پبلیٹی پورو کے لئے کام کر رہی تھی۔!“

”اوہ۔! اس کا ذفر کہاں ہے۔!“

”میں پول ہو ٹل میں۔!“

”کیا کام کر رہی تھی۔!“

”ٹھاپٹھٹ تھی۔!“

”یہ ملازمت کیسے مل تھی۔!“

”آسامی کے اشتہار دیکھ کر۔ عرضی دی تھی۔ پھر انہوں نے میں گئی اور کامیابی۔!
رہی۔!“

”کیا تخریج ملتی تھی۔!“

”دو سو پچھتر۔!“

”کسی ملنے جلنے والے کا نام اور پتہ بتا سکتی ہیں!“

”میرا خیال ہے کہ وہ صرف اپنے کام سے کام رکھتی تھی۔! یہاں تو آج تک اُس کا کوئی ملنے والا آیا ہی نہیں۔!“

”میں جانتا ہوں کہ جیتنی ایک اپنی اڑکی ہے؟۔“

”شکر یہ۔!“ اُس کی ماں کی آواز غمگین ہونے کے باوجود بھی عزوفہ کی جملکلیاں رکھتی تھی۔!

”اپنی موجودہ ملازمت کے بارے میں اُس کیا کیا خیال تھا!...“

”اس سلسلے میں اُس نے کبھی کوتی گفتگو نہیں کی۔!“

آپ نے تو بہر حال معلوم کرنا چاہا ہو گا ۔!

قدرتی بات ہے ۔!

بچھے ۔!

اگر حام اُس کی طبیعت کے خلاف ہوتا تو وہ کچھ بھی دنیوں کے بعد اُستے ترک کر دیتی۔ لہذا بھی کہا جاسکتا ہے کہ وہ مطمئن تھی ۔!

آپ نے اُسے پچھلے دنیوں کجھی خوفزدہ بھی دیکھا تھا ہے ۔

جی نہیں ۔! وہ اُسے خود سے دیکھتی ہوئی بولی ۔!

جمید خاموش ہو گیا۔ لیکن وہ خود ہی بولی ۔! میں آپ کے اس سوال کا مطلب نہیں سمجھی ۔!

ہو سکتا ہے! کسی نے اُسے کسی قسم کی دھمکی دی ہوا ۔

میں اب بھی نہیں سمجھی ۔! وہ اکتائے ہوتے لجھے میں بولی ۔!

دو سمجھتے۔ جتنی ایسی لڑکی نہیں جو خود سے ایسا کوئی قدم اٹھا سکے ۔!... کسی اور کی زبردستی کی بات دوسرا ہے ۔! ہو سکتا ہے ۔!... وہ اپنے کسی آدمی کا علم رکھتی ہو جس سے اُسے فد شہ نہ تھا ۔!

فدا جانے کیا ہوا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کیا کروں ہے ۔!

فکر نہ تھیجئے! اس بھیک ہو جائے گا۔! جمید نے کہا اور یہ اُس کا بھی دل چاہتا تھا کہ اُسے سیہے سے سول ہسپتال لے جاتے ۔!... اور وہ لاث اُسے بھی دکھاتے۔ ایکن اس خیال سے خاموش رہا کہ کہیں فریبی اسے ناپسند کرے اب وہ جلد اُسے اس واقعہ کی اطلاع دیتا چاہتا تھا ۔!

اچھی بات ہے! محترمہ! وہ اٹھتا ہوا بولا! جتنی الامکان کوشش کی جائیگی؟ وہ ہر آمدے ہے میں آیا۔ سب اپکڑ اُسے منتظر نہ ہوں سے دیکھ رہا تھا! اسکن وہ

اُس سے صرف مصالغہ کر کے برآمدے سے بھی گذر گیا ۔!

اب اُس کی گاڑی پھر رسول ہسپتال کی طرف جا رہی تھی۔ ایک ضروری نہیں تھا کہ وہ اپ بھی وہیں تماں لئے ایک چکر گاڑی روک کر اُترا اور ایک قریبی ریسٹوران سے سول ہسپتال فون کیا۔! دوسری طرف سے اطلاع ملی کہ فریبی ایجی وہیں موجود ہے! اس سے وہیں رکنے کو کہہ کر پھر گاڑی میں آبیٹھا۔

کچھ دیر بعد فریبی یہ تھی کہانی سن رہا تھا۔

”ہوں!“ بات ختم ہونے پر اُس نے طویل سالم لی!“ قبل اس کے کہ اس کی ماں کو کارروائی شناخت کے لئے بلایا جاتے! میں اس پیلسٹی یوریو کے متعلق بھی کچھ معلوم کرنا مناسب سمجھوں گا!“

پھر وہ میں پول ہٹول کی طرف روانہ ہو گئے۔! رات کے آٹھ بجے رہے تھے سردی آج پھلی رات سے بھی زیادہ تھی! اور شہر کی مطریں ایسی سے ویمان زدنے لگی تھیں۔ زیادہ تر دکانیں بند ہو چکی تھیں۔! میں اس ہٹول کے کاؤنٹر پر سنار پیلسٹی یوریو کے متعلق جو اطلاع ملی کہ اُنم تھم جمید کے لئے تو غیر متوقع نہیں تھی۔ وہ راستے پھر سوچتا آیا تھا کہ اپ شاید ہی وہاں اس نام کا کوئی آئس موجود ہو ۔!

کاؤنٹر کلر کے تبایا کہ اُس کا دفتر پرسوں ہی کہیں منتقل ہو چکا ہے۔!“ اور جناب!..!“ کاؤنٹر کلر کے کہا!“ کیا آپ مجھے اپنا نام تباہیں گے؟“

”کیوں؟“ کیا یہ ضروری ہے۔! فریبی نے پوچھا۔

”ینچھے صاحب کا حکم ہے کہ اگر کوئی سنوار والوں کے متعلق کچھ پوچھے تو نام معلوم کر کے انہیں اطلاع دی جاتے۔!“

فریبی نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے جیسے اپنا کارڈ لکھا اور اُس کی

طرف بڑھا دیا انا م پڑھ کر اُس نے فون پر کسی کو اطلاع دی اور فریدی سے لولا!
”میخیر صاحب کے گھرے میں تشریف لے جائیے جناب۔“
”اوہ... اچھا۔ اچھا!“

دہ دلوں میخیر کے گھرے کی طرف بڑھے۔۔۔ میخیر را ہماری کے سرے پر موجود تھا!

”اوہ کرنل صاحب... آئیے... آئیے جناب۔“ وہ صاف تر کرتا ہوا بولا
”انہوں تشریف لے چلتے۔ سوار دالے بڑی جلدی میں تھے۔ بہر حال آپ نے مجھ
پر اعتماد کیا!... اس لئے شکر گزار ہوں جناب۔“
”میں نہیں سمجھا!“

”اوہ وہ آپ کے کچھ کاغذات میرے پر درکھے تھے کہ جب آپ تشریف
لائیں آپ کو دے دتیے جائیں۔ انہوں نے بتایا کہ یہ آپ ہی کی ہدایت پر کیا جا رہا ہے!
”اچھا!...“ فریدی کے لمحے میں حیرت محتی۔ ”لیکن وہ گئے کہاں ہے؟“
”یہ تو نہیں بتایا۔ دلیے کہہ رہے تھے کہ انہیں ذفتر کے لئے کوئی اچھی سی
جگہ مل گئی ہے!“

”ضور مل گئی ہو گی۔ فریدی سر پلاکر بولا!“ کاغذات۔۔۔

”جی ہاں ابھی پیش کرتا ہوں!“
وہ میخیر کے آنس میں داخل ہوتے اور میخیر نے تحریری سے ایک سیل کیا ہوا
لفاظہ نکال کر فریدی کی طرف بڑھا دیا!

پھر کچھ دیر بعد ملکر پرنٹ سیکشن کے لوگ اُس گھرے میں جماں سنار پلٹی
بیگ روڈ کا ذفتر تھا انگلیوں کے پوشیدہ نشانات تماش گرد ہوتے تھے۔ اور حمیدہ
سوچ رہا تھا کہ آخر اُس لفافے میں کیا ہے جو فریدی نے میں پول کے میخیر سے لے کر
اپنے کوٹ کی اندر ونی جیب میں رکھ لیا تھا۔
گھرے کے باہر ان کے ساتھ میخیر بھی موجود تھا اور اُس کے چہرے پر خطراب
کی لمبی تھیں۔!

”یہاں اس آفس میں کتنے آدمی کام کرتے تھے؟“ فریدی نے میخیر سے پوچھا۔
”میں نے دو کے علاوہ کسی تیرے کو نہیں دیکھا!“ میخیر نے طویل سانت لے کر کہا!
”میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ اس گھرے سے آئی دلچسپی کیوں لے رہے ہیں؟“
”کوئی خاص بات نہیں!...“ صمنی سی کارروائی ہے۔۔۔ اُن لوگوں نے میرے
پورے کاغذات والیں نہیں کتے۔۔۔ اچھا ان دونوں کے متعلق ہی کچھ بتائیے۔۔۔
میری مراد ہے اُن کے جیلنے!“

”ایک لڑکی تھی۔۔۔ جو غالباً ایسٹنڈ تھی۔ اور ایک مرد۔ بخاری جنم کا

پست قدر آدمی انک مجدہ اور بھولی ہوئی تھی۔ منحصیں اتنی لگنی تھیں کہ صرف اپری
ہونٹ بلکہ نچلے ہونٹ کا کچھ حصہ بھی چھپ کر رہ گیا تھا۔ نرم گفتار اور بے حد شاستہ
تھا! — لڑکی بھی با سیقہ اور شرافت معلوم ہوتی تھی! —
”کمرہ کب سے اُن کے قبضے میں تھا! —“

”یہی دوڑھانی ماہ سے ... رجڑد بیکھے بغیر صحیح تاریخ نہ بتا سکوں گا!“
جمید نے پشتہ میں فریدی سے کہا ”حضور والا کیم اُس لفکنے میں کوئی آشیگر مادہ
نہ ہو!“

”اوہو!“ فریدی چونکہ کہ اُس کی طرف مرڑا اور منجر ہی کچھ ایسے انداز میں
جمید کو دیکھنے لگا، جیسے اُس نے کوئی زبردست قلطی مرتزو ہوتی ہے۔

فریدی نے فنگر پر نٹ سیکن کے انچارچ کو کچھ ہدایات دیں اور پہنچ دائیں
مال کی طرف چل پڑا۔ منجر اور جمید اُس کے ساتھ پل سے ہے تھے اور
مال میں فریدی نے ایک فالی کیم نمختب کیا ...
”اب میں اجازت چاہوں گا! —“ منجر نے کہا!

”تعاون کا بہت بہت شکریہ!“ فریدی مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھانا ہوا بولا!
اُس کے پلے جانے کے بعد وہ کیم میں آبیٹھے! ... اور فریدی نے جمید سے کہا!
”کاؤنٹر سے گھر پر فون کر دو — کھانا ہم نہیں کھائیں گے!“
”اور — والی!“

”گھر فون کرنے کا مطلب یہی ہے کہ والی ضروری نہیں!“
”لیکن میں اپنے متعلق یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ فردر والیں جاؤں گا!“
فریدی بے تعلقی سے دوسری طرف دیکھنے لگا! جمید کیم سے نکل کر کاؤنٹر
پر والی آیا! ...

”خود ہی دیر بعد گھر سے رابطہ قائم ہو سکا! ... فون لیکھ تھا! —
دوسری طرف سے کوئی ملازم بولا!“ ڈی، آئی جی صاحب کا فون تھا ...
انہوں نے کہا ہے جیسے ہی صاحب آئیں انہیں فون کر لیں! —“

جمید نے اُسے اطلاع دی کہ وہ رات کا کھانا گھر پر ہیں کھائیں گے اور سلسہ
قطع کر دیا! پھر کیم میں والیں آگر ڈی، آئی جی صاحب کا پیغام سنایا۔ فریدی
پلکیں جھپکاتے بغیر اُسے گھوڑے چارہ تھا!

”نیزیرت! —“ جمید نے علیں جھانکتا ہوا بولا! ... وہ اس انداز سے بخوبی داقت
تھا! ... ذرا سمجھ گیا کہ اُس سے کوئی زبردست قلطی مرتزو ہوتی ہے۔

فریدی کچھ کئے بغیر اٹھ گیا۔ موڑ بے حد غراب تھا! ...
جمید طویل سالن لے کر کوئی کی پشت گاہ سے ٹکر گیا اور فریدی کو کیم سے باہر
جاتے دیکھا رہا! ... وہ غالباً ڈی، آئی جی کو فون کرنے گیا تھا۔ والی میں یا چار منٹ
بعد ہوتی — اُس نے دروازے پر کھڑے ہوتے دیڑ سے کہا ”اپنا فنر بتا دو ...
میں تمیں بلوں گا!“

ویڑا اپنا فنر بتا کر چلا گیا! فریدی کیم میں داخل ہوا ... جمید نے محسوس کیا
کہ اُس کے موڑ میں ذرا برا بر بھی تبدیل نہیں واقع ہوتی! —
وہ بیٹھ کر کچھ دیر کم پھر اُسے خاموشی سے گھوڑا رہا اور یک بیک بیک بولا! ایا جن
بایلو کوک سے جانتے ہو! —“

”کیا مطلب! —“ جمید چونکہ چڑا۔

”میری بات کا جواب دو!“ فریدی کا لمحہ سخت تھا! ... جمید کو
چھر چھری سی آئی پھر وہ بھی کسی تدریج چھلائی کا شکار ہو گیا!

”سب سے پہلے میں معلوم کر دوں گا کہ اس سوال کا مقصد کیا ہے!“

”تفصیل۔“ فریدی لفافے سی مکراہٹ کے ساتھ بولا۔ ”تم نے ٹھیک ہی کہا تھا! لفافے میں آٹشیگر مادہ تھا!...“

”ہو گا؟...“ حمید نے لاپرواں سے کہا اور باقاعدہ بڑھا کر کپین کا پردہ ڈالتے ہوتے ہال میں دیکھنے لگا!... لیکن راجن بالو کے نام پر وہ چیخنا بھجن میں بتلا ہو گیا تھا!۔ پھری رات کے واقعات ایک بار بھر فرہن میں چکرانے لگے۔!

پردہ چھوڑ کر وہ فریدی کی طرف مڑا!... لیکن اُس سے پہلے کہ اُس سے آنکھیں چار ہوتیں۔ سامنے رکھی ہوئی ایک پوسٹ کارڈ سائز کی تصویر نے اپنی طرف توجہ بندول کرالی!...!

پھر تو ایسا محسوس ہوا جیسے کُرسی میں بر قی رو دوڑا دی گئی ہو اسرا جسم چھنجنا آٹھا! تصویر راجن بالو کی خابگاہ کی تھی پس منظر میں وہ مہری پر آنکھیں بند کئے پڑا تھا اور سامنے نتی اور حمید تھے۔ مگر اس حال میں کہ اُن دونوں ہی کے چہرے کیمرے کے سامنے تھے۔ نتی کی آنکھیں بند تھیں اور حمید کی نیم دا۔

اُس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے فریدی کی طرف دیکھا اور بھرا تھی آوانہ میں بدق کہا۔ ”خدا کی قسم یہ فراڈ ہے؟“

”دنیا کا ماہر ترین آدمی بھی اس تصویر کو فراڈ نہیں ثابت کر سکتا۔“

”آپ میری بات بھی تو پہنچئے۔“

”فرماتیتے۔“ فریدی پھاڑ کھانے والے بچے میں بولا!...

”یہ تصویر آپ کو می کہاں سے۔“

فریدی جیب سے لفافہ نکال کر اُس کے سامنے ڈالتا ہوا بولا ملا خط فرمائیتے اس میں ٹاپ کیا ہوا ایک خط بھی ہے۔!

حمد نے لفافے سے خدا نکالا چس کا مفہوم یہ تھا!۔

”تم درازی کر کیا جاتا ہے کہ اس معاملے کو یہیں ختم کر دو۔ درست مٹی پلید ہو جائے میں اہماری اگر یہ تصویر راجن تک پہنچ گئی!... راجن عرصے سے اپنی بیوی سے چھٹکارا پانے کے لئے بہانہ تلاش کر رہا ہے! لیکن نتی اُسے نہیں چھپوڑنا چاہتی۔ وہ حمید پر چڑھ دوڑے گی۔ تمہاری نیک نامی بھی خاک میں مل جائے گی!“

حمید نے مضبوط کو کئی بار پڑھا!... سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ فریدی کو کس طرح اس سے اپنی لاطمی کا لقین دلا کے گا!۔

بالآخر بھرا تھی آواز میں بولا!۔ ”تو یہ لفافہ پرسوں ہی منجر کو دیا گیا تھا؟“

”کیوں؟— کیا اس سے کوئی فرق ٹپے گا؟—؟“ فریدی نے طنزی بچھے میں پوچھا!

”بالکل ٹپے گا!... کیونکہ پرسوں تک میں راجن کو نہیں جانتا تھا۔!“

”یہ لفافہ۔ آج ہمارے یہاں پہنچنے سے ایک گھنٹہ قبل منجر کو دیا گیا تھا!—“

”تب تو معاملہ صاف ہے!“ حمید نے سنبھالا لینے کی کوشش کی!

”تم پہنچ چکے اس قابل نہ رہنے دو گے کہ کسی کو مُنہ دکھاسکوں!“ فریدی نے غصیتے بچھے میں کہا۔

حمد کے ذہن پر بھر جلا ہٹ طاری ہو گئی۔ گردن جھٹک کر بولا۔ ”یہ تصویر میری ہے۔ آپ کی نہیں ہے!“

”بھو اس کی تو تھی سڑار دوں گا!... تباو کیا بات ہے؟“

حمد کچھ نہ بولا!۔ میز کی سطح پر نظر ہماتے ہوتے پاپ میں تباو کو بھرتا رہا کیا تم بھرے ہو گئے ہو۔!

میں مبتلا کر ہی دیتا تھا۔!
بہر حال اب وہ سوچ رہا تھا کہ کس طرح معاملہ "براہ" کیا جاتے۔! وفتح
کھلار کر بھرائی ہمنی آواز میں بولا! "اصل واقعہ یہ ہے . . . !"
"ختم کرو۔!" فریدی نے ہاتھ ہلاکر کہا! "اصل واقعہ راجن ہی سے
معلوم کروں گا۔!"
"یعنی آپ یہ تصویر اُسے دکھائیں گے۔!"
"کیوں؟ کیا وہ بھی اس منظر کا ایک جزو نہیں ہے؟"
"وہ بیوشن تھا! . . ."
"پہت اچھے۔ اب نوبت ہے ایں جا رسید۔!" فریدی طنزیہ انداز
میں اُسے تعریفی نظروں سے دیکھتا ہوا بولا!-
"پوری بات تو نہیں ہے۔!"
"وہ خود ہی بیوشن ہو گیا ہو گا، تمہارے اس کارنکے پر۔!"
"اگر آپ نے اُسے تصویر دکھادی تو وہ یہی سمجھے گا کہ—
"کیا سمجھے گا۔!"
"یہی کہ اُسے سور فیا کا انگلشن میں نہ ہی دیا تھا ہے"
"اچھا تو یہ کارنامہ کسی اور نے انجام دیا تھا۔"
"میں اس کے متعلق اور کچھ نہیں جانتا! . . ."
"اور تصویر کے بقیہ حصے کے بارے میں کیا خیال ہے۔!"
"میں اُس کے بارے میں بھی کچھ نہیں جانتا۔ پچھلی رات عجیب چیزیں گذری
تھیں۔!"

"خیر بناو۔ میرے پاس ایسے ذرایع موجود ہیں جو سے تمہارے بیان

94
"نہیں میں کہتا ہوں . . . آپ اس پر لقین کر لیجئے!"۔ "حمدیہ نے تصویر
کی طرف انگلی اٹھا کر کہا!
"اچھی بات ہے . . . میں براہ راست راجن ہی سے معلوم کروں گا۔!
یہ تصویر ایسی تصویر ہوں کا مجموعہ نہیں ہے، جو تین نگینہوں سے کسی ایک جگہ منتقل کی
گئی ہوں! . . . لیکن اگر راجن اس مرغی میں مبتلا ہوتا تو اس تصویر کے ساتھ بچے
اس قسم کی دلکشی نہ ملیتی۔"
"کیا مرض۔!"

"مکسو اسکو پیا۔"
"جہنم میں جاتے۔! مجھے بھجوک لگی ہے!- زیادہ سے زیادہ ملازمت
جاتے گی اور کیا . . . بھرت میں بھی دیکھا جاتے گا۔ ہاں۔!"
فریدی نے کیس کا پردہ ہٹایا! . . . دیڑ سامنے ہی تھا! . . . اشائے
سے بلاک کرنے کی فہرست لکھوائی!
دیڑ چلا گیا!— دونوں ہی خاموش تھے۔ فریدی نے تصویر دوبارہ لفٹنے
میں رکھ دی تھی! . . . اور اب لفاف بھی اُس کی جیب میں تھا۔
کھانا آیا اور خاموشی ہی سے ختم بھی ہو گیا!— پھر کافی آئی۔ فریدی
نے سکار سلگا کر کیس کا پردہ ایک طرف کھسکا دیا اور ہال میں بیٹھے ہوتے
لگوں کا جائزہ لیتا رہا، ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کچھ دیر پہلے کوئی بات اسی
نہ ہوئی ہو!۔

حمدیہ بھی پاپ کے پکے پکے کش لیتا رہا ویسے اُس کی الجھن بڑتی جا
رہی تھی خواہ مخواہ بات بڑھا بڑھا تھا! اصل واقعہ بیان کر دیتا لیاں کیا
گرتا۔ بیش اوقات فریدی کا ابصار دیہ جیسے وہ کوتی ناچھوپچھو ہو اسے بھجندا ہے۔

کی تصدیق ہو سکے گی ! ”

جمید نے شروع سے کہانی چھپڑ دی । — عجیب عالم تھا ! داستان کے
محی سنتے پر جھیتا اور کسی پرتاڈ کھلتے لگتا ۔ ۔ ۔

اُس کے خاموش ہو جانے پر فریدی بھی کچھ دیر تک چپ ہی رہا پھر بولا ”ایسی
صورت میں اگر یہ تصویر راجن کے ہاتھ لگ کر کی تو وہ یہی سمجھے گا کہ انجلش تم نے ہی دیا ہوا
گا۔ اپنی بیوی کے اس بیان پر ہرگز یقین نہیں کرے گا کہ تم اُس کے ساتھ ہی رہے
تھے ۔ ۔ ۔ ”

”میں تو کہتا ہوں کہ یہ خود راجن ہی کی حرکت ہے । ” جمید میر پر ہاتھ مار کر بولا । اگر
وہ اپنی بیوی سے چھپکا را حاصل کرنا پاتا ہے تو یہ سارا است آپ اُسی کا مرتبہ دیا
ہوا تھا جس طرح اس کام کے لئے مجھے پہانسا تھا اُسی طرح تصویر لینے کے لئے کسی
اور کو بھی پہانس لیا ہو گا ۔ ۔ ۔ وہ بھی مردگاں کے ساتھیوں
میں سے ہو । — آپ یہ کیوں بجول جاتے ہیں کمر دنگ بیک میلہ ہی ہے ہر سکتا
ہے، راجن کی کوتی دکھتی ہوتی رگ اُس کے ہاتھ میں ہو । — اُس نے راجن کو اس
ڈرائی پر مجبور کر دیا ہو ۔ ۔ ۔ ”

”اب تو بھی کچھ ہو سکتا ہے ۔ ۔ ۔ ” فریدی طویل سانس لے کر بولا ”تم نے مجھے
بڑی دشواریوں میں ڈال دیا ہے ۔ خیر دیکھوں گا ۔ ۔ ۔ ”

”تو آپ کو سیری اس کہانی پر یقین آگیا ہے ہے ۔ ۔ ۔ ”

”ہرگز نہیں ۔ ۔ ۔ ”

”میں دیکھوں گا کہ اس میں کہاں تک سماتت ہے ۔ ۔ ۔ ”

”غیر ۔ غیر ۔ اب اُس لاش کے بارے میں کیا خیال ہے ۔ ۔ ۔ کیا وہ

بھی ہی کی ہو گی ۔ ۔ ۔ ”

”اس نکریں مت پڑو ۔ تم گھر جانا چاہتے تھے تو ۔ جا سکتے ہو । ”
وہ کافی ختم کر چکے تھے۔ فریدی نے اشارے سے دیڑ کر بنا کر پہنچا کیا۔
انتہے میں فنگر پرنٹ لیکشن کے انچارج نے اطلاع دی کہ وہ وہاں اپنا کام ختم کر چکا ہے ।
جمید نے مزید الجھنا مناسب نہ سمجھا ！ ۔ ۔ ۔ اُسے تر تون نہیں تھی کہ فریدی اتنی
جلدی زرم پڑ جاتے گا ！ ۔ ۔ ۔
یہر حال عافیت اسی میں لظر آئی کہ چپ چاپ دہاں سے کھکھ ہی جاتے۔ مگر
جانے کی اجازت مل ہی جکی تھی ۔ ۔ ۔ ”

راستے میں بھی اور اُس کا سیٹھ یاد آیا۔ لیکن اب وہ فی الحال کسی دوسرے چکر
میں نہیں ٹپنا چاہتا تھا! اس وقت تو پہلی رات کا ایڈ ونچر ہی ساری زندگی کے لئے
کافی نظر آ رہا تھا ۔ ۔ ۔ اگر وہ تصویر کسی طرح راجن کے ہاتھ لگ کر تو اُسے شرمندی
پلکھ کچھڑ کر بھاگنا پڑے گا! — وہ سوچ رہا تھا کہ آخر وہ کیسی بیوی شی تھی کہ لیے
حالات سے گذرنے کے باوجود وہ بھی اُس سے کسی بات کا احساس نہیں ہو سکا تھا ۔ ۔ ۔ کیا
نہیں کبھی اسی طرح بیویوں سے ہوتی ہو گی ۔ ۔ ۔ ”

”جنہم میں جاتے ۔ ۔ ۔ ” وہ شانوں کو جیش دے کر بڑھا دیا۔ دیکھا جاتے گا!

اس سے پہلے بھی نہ جلنے کتنی دشواریوں میں ٹپچکا ہوں । ۔ ۔ ۔ ”

کار کی رفتار تیز تھی! اس الجھن سے بھی چھپڑانے کے لئے اُس نے اپنے
ذہن کو ادھر ادھر بھکھتے دیا । ۔ ۔ ۔ اب وہ بھی کے متعلق سوچ رہا تھا اُس سے اُس کا
سیٹھ یاد آیا ۔ ۔ ۔ کتنی حیثیں زندگی ہے، ان کی بھی ۔ ۔ ۔ خود اتنے غلیظ اور تتعفن
۔ ۔ ۔ اور کیسی کیسی گل اندازا نہ کھلت بیز پر تھرت ہیں ۔ ۔ ۔ ایک ہم ہیں نہ گھر کے
گھاٹ کے یہ کچھ بھی کر گذریں انہیں نہ کوئی کچھ کہنے والا اور نہ خود انہیں کسی بات کا قلم ۔ ۔ ۔

ایک ہم میں کہ کسی بلیک میلر کی ایک دھمکی، ہمیں محتاط ہونے پر مجبور کر دیتی ہے... اب غالباً کرنل مارڈ اسٹون صاحب اسی فکر میں غلطان و پیچاں ہوں گے کہ کسی طرح ساپ بھی مرجاستہ اور لاٹھی بھی نہ ہوتے... ادھروہ سیٹھ تو ندول سانپ اور لاٹھی سمیت لگنا مآرام ہتا ہے! پھر کب بیک اُس کا دماغ گرم ہو گیا! اور یہ حکم بخت آفراس کی خشیت کیا ہے کہ مجھے اس طرح بیوقوف بنائیں نکل جاتے... مردگاں کی کھال پھاڑنی، ہی ٹپے گی: دیکھنا ہے کہ اس تصویر ہی کے لیے بوتے پر کیا بکار ٹریعتا ہے! - اب کار کا رُخ گھر کی طرف نہیں تھا!

وہ سوچ رہا تھا جس نے بھی راجن کو سورنیا کا انگلشن دیا تھا وہ پہلے ہی سے اُس غمارتی میں موجود تھا!... اور راجن نے دیدہ دانستہ اس فلامے کے لئے اُسے منتخب کیا تھا... اگر وہ اپنی بیوی سے چھپکا رہی پانا چاہتا ہے تو اُس کے لئے کسی غیر معروف آدمی کو آلہ کار بنانا زیادہ سودمند نہ ثابت ہوتا! - «اچھا تو راجن بیٹے تم بھی کیا یاد کرو گے ہے!» وہ زیر لب بڑھایا اور گزاری کی رفتار تیز کر دی!

گاڑی اُسی بستی کی طرف چاہی تھی، جہاں راجن رہتا تھا! -

کھماونڈ کا چھاٹک بند نہیں تھا! - وہ گاڑی اندر لیتا چلا گیا!... پورتھ میں گاڑی روکی - برآمدے میں روشنی تھی! -

محضنٹ کے جواب میں خود راجن برآمدے میں آیا تھا!... - حمید نے اپنے پھر سے پر درشتی کے آثار برقرار رکھتے۔

«میں آپ سے خود ہی ملنے والا تھا!...»

«ہوں -!»

نی کہتی ہے کہ کافی پہنچنے کے بعد اُس پر بھی عرضی سی طاری ہو گئی تھی اور وہ بھی

انکشافت

(۱)

حمدیہ خاموشی سے اُسے گھوڑا روا۔
اوہ اندر چلتے۔ سردی بہت ہے۔۔۔ آپ سے بہت سی اتنی کرنی ہیں
— راجن بولا!

حمدیہ خاموشی سے اُس کے پیچے چلتا ہوا ڈرائیگ روم میں آیا۔
آپ کافی پیس گے۔ یا چاہے۔۔۔! راجن بیٹھتا ہوا بولا!
اب کیا جنم رسید کر دیتے کا رادھے ہے! "حمدیہ غرایا!"
اوہ۔ تو کیا آپ سمجھتے میں اس میں ہمارا ما تھا۔ میں قسم کھانے کو تیا۔
ہوں۔۔۔ آخر مرفا کا انجلشن کس نے دیا تھا!۔ آپ ہری تباہیے!۔

"مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔ اور نہیں اس لئے آیا ہوں!۔"
پھر فرماتے۔۔۔ میرے لائق کوئی خدمت!۔

پھلی رات ایک بجے میں ڈیلوٹی پر تھا۔۔۔ غیر حاضری کی بنا پر مجھ سے
جو اب ٹلب ہو گیا ہے!۔۔۔ میرا خیال ہے کہ شامہ ملازamt سے بھی ما تھے دھونا پڑے۔۔۔
"نہیں۔۔۔" راجن بکھلا کر کھڑا ہو گیا! اس کے چہرے پر نہامت کے آثار
صاف دیکھے جاسکتے تھے۔۔۔

"جی ہاں۔۔۔ آپ کے اس ڈرائیور نے میری مٹی پید کر دی۔!"
"میں کہتا ہوں۔۔۔ وہ ڈرائیور۔۔۔ یقیناً وہ کوتی فراڈ تھا! آخر اُس کے دیتے
ہوئے حوالے صحیح کیوں نہ ثابت ہو سکے!"
"جہنم میں گیا ڈرائیور۔۔۔!" حمید صوفی کے ہتھے پر ہاتھ مار کر بولا! آپ اب اس
معاملے کو دیکھتے ۔۔۔

"میں کیا تباہیں!۔۔۔ میں کیا تباہیں! وہ مفظہ راہ اندوز میں بولا!
"چلتے۔۔۔ چھٹی ہوتی!۔۔۔" حمید صوفی سر ہلاکر بولا! "میں کہہ رہا ہوں کہ صرف میری ملازamt
جاہبی ہے بلکہ شامہ میرے نکلات ایک بہت بڑا مقدار بھی قائم ہو جائے۔!"
"اُٹ فوہ۔۔۔ میں بے حد شرمند ہوں گیئیں۔۔۔ اُوہ حکم سخت ڈرائیور نہ جانتے کیا
پاہتا تھا!۔۔۔ اب مجھے یقین آگیا ہے کہ اُس نے آپ لوگوں کو اس کمرے سے ہٹانے کے
لئے لاپسہری دلے اسرائیل پر زگ کیا ہو گا۔۔۔ میں کیا کروں؟!"
"اس پر بعد میں خوب سمجھیے گا کہ وہ کیا کرنا چاہتا تھا! فی الحال میرا مسئلہ سامنے رکھتے۔۔۔
"بُو کچھ بتا پتے۔۔۔ میں کرنے کو تیار ہوں!۔۔۔ اور سے بُری طرح دلیل ہوا ہوں۔۔۔ تو کوہب کچھ
سچ پسخ تھا دینا پڑا۔۔۔ اسی حکم کیں کہ تباہیں بعد میں کیا ہو۔۔۔ کیسی ذلت نصیب ہوئی ہے
۔۔۔ کیسی ذلت نصیب ہوتی ہے۔۔۔ اُوہ الگ صحیح سے منہ چھلاتے ہوئے ہے! ابتلیتے میں
آپ کے لئے کیا کر سکتا ہوں!۔۔۔"

دشمنی جی کا تحریری میان۔۔۔ لیکن اب داستان کے اُس حصے کو اڑاہی دینا پڑے گا
کہ کسی نے آپ کو مرنیا کا انجکشن دیا تھا!۔۔۔ اپنے بیان میں آپ یہی کھیں گے کہ آپ کسی وجہ سے
این کار میں بیویش ہو گئے تھے اور میں نے آپ کو گھر ک پہنچا پا تھا! اپنی شرمنی جی اپنے بیان میں لکھیں گی
کہ مجھے پھلی رات سے پہلے نہیں جانتی تھیں اور یہ کہ جب میں نہ آپ کو گھر پہنچا یا تو وہ سمجھیں
کہ شامہ آپ زیادہ پی کر بیویش ہو گئے تھے اور میں آپ کا کوئی دوست ہوں جو آپ کو گھر لایا ہوں

پھر میں نے انہیں سین دلانے کے لئے اپنا کارڈ دکھایا تھا۔ فن پر کسی نامعلوم آدمی کی گالیوں کا نہ کوہ ضرور ہونا چاہیے!... اور یہ بھی کہ اس کی وجہ سے مب لوگوں کو تھوڑی دیر کے لئے پ کے گھر سے پلا جانا پڑتا تھا!... پھر آپ کی بحیثی کرب اس گھر سے میں آتے تھے... اور ٹھیک اس وقت ڈاکٹر بھی آگیا تھا اور اُس نے بازوں کی تازہ انجکشن کے شان کا نہ کوہ کیا تھا! اور موڑنیا کا نام بھی لیا تھا!... پھر وہ لکھس گی کہ اس کے بعد انہوں نے مجھے کافی پیٹ پر محبوک کیا تھا وہ پھر سب نے کافی پی تھی!... اور اُس کے بعد آنی گئی نیند آتی تھی کہ وہ گرسی ہی پر گوکی تھیں؟ اس بیان سے کیا ہو گا ہے۔“ راجن نے پوچھا۔

“میں اپنی بچت کے سلسلے میں پیش کو سکون گا کر کافی میں کوئی نہ آور چیز تھی!“
“ تو پھر اس طرح تو ہم لوگ بھرم گردانے جائیں گے! -

“ڈرائیور کے لئے آپ نے کیا کیا؟“ حمید نے جھنجھلا کر پوچھا۔

“ ملتے کے تھا نے میں اُس کی مگنتی کی روپرٹ درج کرائی ہے، اس بیان سمیت کہ اُس کے دیے ہوئے ہوائے فلٹ ثابت ہوتے ہیں! -

“ بالکل یہی ہونا چاہیئے تھا آپ نے عقلمندی کا ثبوت دیا ہے! اب آپ کہہ سکیں گے کہ کافی کوئی اور بنانے میں اُسی کا ہاتھ تھا! -

“ میں خود بھی یہی سوچ رہا ہوں؟ مگر مقصد -؟“

“ مقصد؟ -“ حمید طویل سالن لے کر بولا!“ اس سے بڑا مقصد اور کیا ہو گا کل بعض بست ہی اہم سرکاری کاغذات میری جیب سے نکل گئے -!

“ میرے خدا! -“ راجن پھر بول کھلا کر کھڑا ہو گیا!... .

“ میٹھے! میٹھے! میں آپ سے زیادہ پریشان ہوں - !“

“ تھی نے ملازموں کو بھی کافی پیٹے کو کہا تھا! - انہوں نے بھی پی تھی اور مختلف جگہوں پر ہو گئے تھے! چوکیدار چاہک کے قریب سوتا ہوا ملا تھا!... .

“ کافی بنا تھی کس نے تھی!“

“ پاتی شامہ خود نہیں نے رکھا تھا! اور پھر بیان سے ایک لازم کو بھیجا تھا کہ وہ کافی بنا کر کرے میں لے آتے!“

“ بہت آسانی سے کوئی نہ آور چیز ملائی جا سکتی ہے! اگر پانی رکھنے کے بعد کچھ دیر تک پھر فالی رہتا تھا!...“
بالکل رہتا جناب - آخر ڈرائیور چاہتا کیا تھا اگھر کی کوئی قسمی چیز بھی غائب نہیں ہوتی!“

“ آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ میری جیب سے نکل جانے والے کاغذات کتنے اہم تھے!“
“ اب کیا ہو گا?“

“ اگر آپ نے میرے کھنے کے مطابق شریعتی جی کا اور اپنا بیان دے دیا تو شام میری بچت کی کوئی صورت نکل آتے درہ نہیں -“
راجن نے مختصر اندماز میں اُسے یقین دلایا کہ الیا ہی ہو گا۔

(۲)

کچھ دیر بعد حمید کی گاڑی پھر راجن کی کوچھی کی کمپاؤنڈ سے باہر نکل رہی تھی۔ اور وہ خاصاً مگن تھا! - اپنی مریضی کے مطابق دونوں سے بیانات لکھوالتے تھے اور ان پر ان کے دستخط لئے تھے -! سچھ رہا تھا کہ اب اگر کوئی بات سامنے آتی تو وہ اپنے بچاؤ کے لئے بھی کچھ کر سکے گا! - اور فرمی صاحب نے فرمایا تھا کہ تم گھر جاسکتے ہو۔ ہونہرے گویا ہم تنسے بدھوں میں کہ واقعی گھر جا کر آرام ہی فرماتے!... لیکن یہ ڈرائیور کون تھا! اُسکے

قد وجہانت کے متعلق راجن نے جو کچھ بھی تباہیا تھا وہ مرد نگ پر پورا اتر تھا! ازہی ڈاڑھی تو
ظاہر ہے کہ وہ میک اپ کے بغیر کھلے بندوں پھر رہی نہیں سکتا تھا۔ اب سوال یہ پیدا
ہوتا ہے کہ وہ بیان راجن کے لئے کیا کر رہا تھا! اس کی ملازمت بحثیت ڈرائیور اُس دن سے
پہنچنے نہیں شروع ہوئی تھی جب مرد نگ اپنی جل دے کر نکل گیا تھا۔ راجن کے بیان کے
مطابق وہ اُس دن سے ٹھیک ایک ماہ بعد اُس کے میہان رکھا گیا تھا خود کو مشتعل تھے
کہ باشندہ ظاہر کیا تھا اور اس پر آمادہ ہو گیا تھا کہ دن مات کو بھی ہی میں رہے گا۔
حوالے کے لئے اپنے بعض اعرا کے نام اور پتے بھی لکھاتے تھے جو اُس کے بیان کے مطابق
اسی شہر میں مقیم تھے۔ بعد میں یہ سارے حوالے غلط ثابت ہوتے۔ الگ وہ مرد نگ ہی تھا تو
اُس نے بیک وقت پسلی کا ایک ادارہ بھی قائم کر رکھا تھا! مگر اس سے کیا فرق پڑتا۔
وفتر کی دیکھ بھال جیمنی کرنی رہی ہوگی۔ عینی کا خیال آتے ہی اُسے وہ لاش یاد آئی۔ اور وہ
جیمنی کے لئے منعوم ہو گیا۔ کتنی اچھی لڑکی تھی۔ اُس سے مل کر صرف ہمدردی ہی کا جذبہ
اُبھرنا تھا۔ اور اُس بیچاری کو اس نامنجا سے ہمدردی تھی۔ ایک بار جپان کا اپنا جانے
کے بعد پھر اُسی کے جاں میں جا چکی اور بالآخر اُسی کے ہاتھوں ایسے انعام کو پہنچی۔
مرد نگ یعنی پاگل ہے... بے ورزند ہے۔ اُس نے لڑکی کو کس طرح کامٹا اور بھینچوڑا ہو
گا... کس بیڑی طرح وہ بلیلائی ہو گی۔ مگر نہیں پہنچنے گردن کاٹ دی ہو گی! پھر جسے
کو ناقابل شاخت بنانے کے لئے اپنے دانتوں سے نوچا ہو گا۔!

ایک ٹھنڈی سی لہریڑھ کی ہڈی میں دوڑ گئی!... اور وہ چونکہ پڑا... آخر
... یہ... گاڑی کی رفتار کیوں کم ہو گئی... بے اُس نے اکیلے طریقہ دباو ڈالا... اور اسخن
رفتار ٹھنڈے کی بجائے ایک بے شہم سی آواز کے ساتھ بندہ ہو گیا!... اُس نے اسے دوبارہ
اشارت کرنا پاہلی انہیں میں جیش تک نہ ہوتی۔ تھلاکر پنجھے اتر آیا!۔ اور آگے جا کر بونٹ
اٹھا، اسی رہا تھا کہ سر پر کسی ذریں چیز کی چوٹ پڑی!... سارا وجہ جھنجنا اٹھا اور

اسی جھنجناہٹ کے ساتھ ہی یہ احساس بھی ذہن میں چکرا کر رہ گیا کہ اُس کی گھاڑی ایک
دیران اور نیم تاریک مٹرک پر دھوکا دے گئی تھی۔
اندھیرا اور گھرا ہو گیا!

دوبارہ آنکھوں کی تو سر کی شدید ترین تکلیف کے علاوہ اور کسی قسم کا احساس باقی
نہیں رہتا تھا!۔ آنکھیں کھلیں اور پھر بند ہو گئیں!۔ عجیب طرح کی چکا چوندھو تھی جس کی
تحمل نہ ہو سکیں۔ نچلا ہونٹ دانتوں میں دیا کر اُس نے کراہنا چاہا لیکن آواز نہ تکلی۔
پھر الیاسوس ہوا جیسے کوتی ہوئے ہوئے مر سہلارہا ہو۔ اس کے بعد ہی ایک لہنکتا ہوا
ساتھ نہ سستا تھا!۔ ٹڑی پیاری اور سکس اپسیل سے بھر لپر آواز تھی۔
اس تکلیف کے عالم میں بھی جمیہ کامل باشع باشع ہو گیا! اور آنکھیں کھولے بیسیر رہی
اُس نے وہ پانچ اپنی گرفت میں لے لیا جو اُس کا مر سہلارہا تھا!

”قبر کے گمارے ہو... ڈارلنگ!“ پھر اسی تھقہ سیت لسوانی آواز سستا
دی اور اُس نے بوکھلا کر آنکھیں کھول دی۔ کیونکہ اس باروہ اس آواز کو بخوبی پیچاں سکتا تھا
یہ بھی تھی!... جو ایک کم تر تکیے پڑیے کے اُس پر جھکی ہوئی تھی۔

”تم۔ تم۔ یعنی کہ تم۔!“

”ہاں۔ ہاں۔ میں۔ مجھ سے بھاگ کر کہاں جاؤ گے... کیا نہیں راجن
بھو سے زیادہ جیں ہے۔!“

جمیں نے اٹھنے کی کوشش کی! لیکن اُس نے سینے پر ہاتھ رکھ کر اٹھنے سے باز رکھا
”لیٹے رہو۔ تمہارا سر ٹھیٹ گیا ہے!“ اُس نے کہا!

”اور تم اس سازش میں مشرک ہو۔ کیوں بے۔“

”سازش کیسی سازش! تم نے میرے ساتھ چیزیں کا دعہ کیا تھا! اس کی سمجھائے
تم نہیں راجن کے پاس چلے گئے... میں نے کہا اچھا اب کچھ دن میرے ساتھ بھی گزارو!“

”میرے پڑرے کہاں میں — ہے اس نے تیر لجھے میں پوچھا!۔

”میں کیا جاؤں ۔؟“

”میرا بابس کس نے تبدیل کیا تھا؟“

”یہ بھی نہیں جانتی۔!“

”پھر تم کیا جانتی ہو۔!“

”یہی کہ اب میں سیٹھ کی الگی بچھر میں میر دن بن سکوں گی۔!“

”کیا مطلب۔!“

جواب دینے سے قبل سمجھی نے اس طرح چاروں طرف دیکھا جیسے یہ نہ چاہتی ہو کہ کون تیراں کی گھنستگوں سکے!

”ئُنہوں نے اس وقت میں خود کو بالکل اُتو محسوس کر رہی ہوں ... سمجھوں نہیں آتا کہ کیا کہ بیٹھی ہوں۔ آج صحیح استوڈیو میں میں نے ہی تمہیں اپنی طرف متوجہ کیا تھا!... تم غالباً مجھے ہو گئے کہ تم نے مل میٹھنے میں پہل کی تھی...! میں لفڑت نہ دیتی تو یہ ناممکن ہو جاتا...! ہمارا سیٹھ بظاہر بُجھو نظر آتا ہے لیکن یہ بُرا نہ فراہیت...! اُسی نے مجھے بھیجا تھا کہ اس پر لیں آئیں سر پر ڈورے ڈالو اسے اُتو بنا کر جتن منایں گے... دوسری بار تم خود ہمارے آنس میں آپنچے اور اُس نے تمہیں مدعوی بھی کر دیا!... میں سمجھی تھی تم ضرور آؤ گے میرے پاس ...! ایکن تمہاری بجا تے سیٹھ پیچا اور اُس نے مجھے بتایا کہ تم غمی راجح کے پاس گئے ہو! وہ مجھے ساتھ لے کر راجن کی کوئی نیں پیچا پڑتیں کن راستوں سے لے گیا کہ راجن کے کسی ملازم سے بھی مدد پڑنے نہ ہوتی۔ اُسی نے کہا تھا کہ مجھی میں شکر ڈال کر خود ڈال گی میں چھپ جاؤں تم اپنی ڈگی متفق کیوں نہیں کھتے بڑی آسانی ہو گئی تھی۔! ایکن جب اُس کے کسی آدمی نے تمہارا میر بھاڑ دیا تو مجھے تشریش ہوتی۔ کیا تم مجھے بتا سکو گے کہ ایسا کیوں ہوا ہے با۔“ یہ پھر بتاؤں گا۔ تم بتاؤ کہ وہ پچھلی رات کہاں تھا!۔“

”ترقم نے .. میرا سر بھاڑ دیا تھا؟“

”میں نے تو نہیں۔ میر بھاڑ نے والا اور کوئی تھا! اور میں تو تمہیں بہت احتیاط سے یہاں آنھا لاتی تھی۔!“

”میری گاڑی میں کس تے گلابی کی تھی۔“

”میں نے۔ میں شکر ڈال دی تھی۔“

”آخر کیوں۔ ہتم سے بہت بڑا جرم سرزد ہوا ہے! جس کی نزاں بھلگلتی ہے میں تمہیں۔!“

”بھلگلت پچھی ہوں۔ وہی میں نہ ہو کر آتنی دور سفر کرنا میرے خیال سے دامن بھی سے بدتر ہے!“

”اچھا۔ اچھا۔ دیکھوں گا۔!“ حمیدہ اس بار اٹھ رہی بیٹھا۔ میر پر پی نہیں

ہوئی تھی۔! چاروں طرف نظر وڑاتی۔ بڑی شاندار خوابگاہ تھی ...! بعیض سی خوشبو فضائیں رچی ہوتی تھی۔! اس نے سمجھی کی طرف دیکھا!...! اس باحوال

میں قیامت ہی لگ رہی تھی۔!“ میں باہر جاؤں گا۔!“ حمیدہ نے پچھے میں درستی پیدا کر کے کہا۔

” دروازہ کھل سکا تو افسر در جاؤ گے۔!“

”میں دروازہ توڑ بھی سکتا ہوں۔!“

”اگر زخم سے دوبارہ خون بننے لگتا تو ذمہ داری کس پر ہو گی!...!“ وہ اُسے کھوڑتا رہا اور بھی اٹھلا کر پولی!“ واقعی بہت چالاک آفسر ہو!...!“

اب حمیدہ نے محسوس کیا کہ اُس کے جسم پر وہ لیاس بھی نہیں ہے، جو اُس نے پہن رکھا تھا۔ اس کی بجائے ریشمی سلینگ سوت نظر آیا۔! اُسے وہ کاغذات یاد آتے جو راجن کی کوئی میں تیار کئے تھے۔

”پتو نہیں۔ اسٹوڈیو میں تو نہیں تھا! آج صبح ہی صحیح پہنچ گیا تھا! ولیے وہ اسٹوڈیو
بہت کم آتا ہے۔ پر وہ کتنی انجصار جسی سارا کام سنبھالتا ہے؟“
”ہوں۔ اُوں!“ حمید نے طویل سانس لی۔

اب اُسے ایک بار پھر اُس کے سیدھے کا حلیہ یاد آیا۔ جسامت اور قدر کے اعتبار
سے مردگاں سے مختلف نہیں تھا!... رہی چہرے کی بناءٹ تو اُسے کوئی بھی مشاق
میک اپ کرنے والا دوسرا شکل دے سکتا تھا!... اور مردگاں تو تھاںی میک اپ
کام اہر!...

”لیکن ہم میں کہاں؟“ — ”حمید نے بھی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا!—
”لیقین کرو، میں نہیں جاتا!...“

”یہ بڑی اچھی بات ہے کہ تم مجھے شروع ہی سے اُو سمجھتی رہی ہو!...“
”لیقیناً سمجھتی اگر تمہاری شہرت پہلے ہی نہ مُن علی ہوتی... بیکھو میں جھوٹ نہیں
کہہ رہی۔ قہیں بیویوں کردینے کے بعد ایک دوسری کاڑی میں ڈال دیا گیا تھا! مجھے
عہدی اُسی پر مبنی ہے کہ کہا گیا تھا! لیکن تمہارا خشن دیکھ لینے کے بعد میں اسے غصہ تنفس بخ سمجھے
لینے پر تیار نہیں تھی، اس لئے میں نے انکا کر دیا ایکن ٹھیک اُسی وقت وہ بیسری طرف جھیٹا
جس نے تمہارے سر پر ضرب لگائی تھی۔ اور میرا اگلا گھوٹنے لگا!۔ میں غالباً بیویوں جو
گئی تھی۔ ہوش میں آئی تو یہاں قدم میرے برابر لیٹئے تھے! میں نے اُنھوں کو دروازہ کھونے کی
کوشش کی لیکن ناکام رہی! آوازیں دیں، سورج چایا، مگر سب بے صود پیتر تمہارے ہوش
میں آنے کا انتظار کرنے لگی۔!“

”کیا یہ تمہارے سیدھے ہی کی حرکت ہو سکتی ہے؟“
”شکر تو میں اسی نے ڈکوانی تھی۔“

”اس کا نام کیا ہے؟“

”ہزاری سیٹھے کھلاتا ہے۔!“ اُس نے کہا اور خاموش ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔
پھر ایک دروازے کی طرف بڑھتی ہوئی بولی ”یہ باختر ورم ہے شاہد! میں ابھی آتی۔“
قبل اس کے کہ حمید کچھ کہتا وہ ہستیل گھما کر دروازہ کھول چکی تھی۔ پھر دروازہ بند بھی ہو گیا
اور دوسرے ہی لمحے میں حمید نے ایک گھٹی گھٹی سی پیچنے شستی!
وہ دروازے کی طرف چھپتا!۔
ہستیل پر روز آزمائی کرتا رہا لیکن اُس نے جتنیش تک نہ کی!۔
کبھی دروازہ پیٹتا اور کبھی بخوبی کوآدازیں دینے لگتا!۔

(۳)

تیز قسم کی روشنی کا احساس ہی تھا جس نے ذہن کو جھینجھوڑ کر آنکھیں کھونتے پر
محبوب کر دیا تھا!...
سورج آنکھوں کے سامنے تھا!... آنکھیں تسلیم کیں اور وہ اُنھیں بیٹھی برات
خواب گاہ کی مشرقی کھڑکی غالباً گھٹلی رہ گئی تھی؛ اچھی خاصی وحشوب پہنچی پرصلی لنظر
آئی۔
لیکن... لیکن... وہ اچھل پڑی... اور بُکھلا کر چاروں طرف دیکھا!۔ اُس
کی اپنی خواب گاہ بخی!... لیکن وہ یہاں کیسے پہنچی کون لایا وہ یادداشت پر زور
دینے لگی۔ ٹھیک اُسی وقت تھی نے باہر سے دروازہ پیٹتا شروع کیا۔
وہ جھینجھلا کر نشست کے گھر سے میں آتی۔ باہر کا دروازہ کھولا!... اور ٹھیک

بالکل پتا نہیں کہ کیا ہوا۔!

”تم نے مجھ سے وہ حرکت کیوں کرائی تھی۔!

”بس میں نے کہا درا دلگی ہے گی۔!

”لیکن تمہیں کیسے پتا چلا کہ وہ نبی راجن کے پاس گیا ہے؟

”میرے کو اس کا نوکر بولا تھا۔ راجن بابو ہمارا دوست ہے۔ میں اُس سے ملنے کے واسطے گیا تھا۔ نوکر بولا! اپکیان حمید صاحب اور ہر آیا ہوا ہے۔

”یہ میرے کو منحری سوچ گئی۔ اور بات تم میرے کو وہ مکان بتاؤ جہاں تمہیں لے گئے تھے۔ میں خود پولیس میں خبر کر دیں گا۔

”مجھے نہیں معلوم کہ وہ مکان کہاں ہے۔ باہر سے نہیں دیکھا تھا۔

”ہر سے رام رے۔ اس نے پھر پیٹ پھوٹ لیا۔

”اب بتاؤ کیا ہوگا۔ دھری رہ گئی ساری منحری!

”مجھی آنکھیں لکال کر دیں!

”ہزاری سیٹھ اس طرح ہانپڑا تھا جیسے پھاٹ پر چڑھا پڑا ہوا۔

”مجھی اُسے گھوڑتی رہی پھر تھوڑی دیر بعد بولی تجھ بتاؤ کیا تقریر ہے درتے پھاگے راستہ نہ لے گا اُس کا چیف کرنل فریڈی بڑا خطرناک آدمی ہے۔

”ہاتے رام کیا کر دیں۔ اچھا تم جاؤ کرنل پھریدی کے پاس!

”میں کیوں جاؤں۔

”پھر وہ تو چنانی دے دے گا۔

”میں کچھ نہیں جانتی۔ اپنے سرالازم نہ لوں گی۔ یا تو تم مجھے کیٹھن جمیں کا پتہ بتاؤ۔ یا پھر میرے ساتھ سیدھے کرنل فریدی کے پاس چلو۔

”نہیں بابا۔ نہیں بابا۔

”اگر صرف میں گئی! اور بعد میں تم سرے سے گکرہی گئے تو۔

”سیٹھ۔ تم!... اُس کے لمحے میں حیرت تھی۔

ہزاری سیٹھ سامنے کھڑا بسوار رہا تھا۔!

”یہ کیا کر دیا تم نے؟... نبھی باتی۔ وہ بھرا تی ہوتی آواز میں بولا!

”میں نے کیا ہے۔ یا تم نے۔!

”ارے بابا۔ دھیرے بولو۔ وہ خوفزدہ آواز میں کہتا ہوا اندر چلا

آیا۔

”وہ پولیس آفسر ہے۔ صحیحے۔!

”وہ تو ٹھیک ہے۔ مگر تم نے اُس کا کیا کیا؟

”کھڑی تھی۔ نتمڈگی میں طیں اور وہ... بگاڑی میں۔

”کیا کپ رہے ہو؟... تمہارے گھری آدمی نے اُس کا سرچاڑ دیا تھا اور میراگا

گھوٹ کر مجھے بھی بھوشن کر دیا تھا۔

”جب ہوش میں آئی تو دیکھا کہ میں اُس کے

ساتھ ایک کمرے میں بند ہوں۔ اُس کے سر پہنچی بندھی ہوتی تھی۔ اور وہ بھی بھوشن

تھا۔

”ہوش میں آیا تو مجھ پر برسنے لگا۔

”پھر میں با تھر روم میں گئی اور دہاں کسی نے پھر میری گردن پکڑی۔

”اب ہوش آیا ہے تو پھر خود کو اپنے

ہی نیٹ پس پا رہی ہوں۔ بتاؤ یہ سب کیا ہے؟

”ہر سے رام رے!

”پتہ نہیں کون کیا کر گیا۔

”اے سیٹھ ہوش میں آؤ۔ ایسے کام نہیں چلے گا۔

”اگر تم نے زیادہ پریشان کیا تو سیدھی پولیس اسٹیشن حلی جاؤں گی۔

”ارے نہیں نبھی باتی۔ ایسی کھڑورنہ نہ۔ میں کچھ نہیں جانتا۔

”میرے کو

”نہیں بابا۔۔۔ تھیں کرے گا۔۔۔ کہو تو لکھ کر دے دیں۔۔۔“
نجی اُس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی پھر مسکا کر بولی؟ اچھی بات ہے! تم مجھے تحریر دے دو کہ تم نے مجھے اس کام پر آمادہ کیا تھا! یعنی تم نہیں جانتے کہ کسپن حمید کو کون لے گیا۔۔۔“
”لاو۔۔۔ قاگز لکھ دوں۔۔۔!“

نجی نے اُسے اپار ایٹھک پڑیدیا اور وہ اُس پر کچھ لکھنے لگا۔

(۳)

کرنل فریدی نے ایک بار پھر اسے سر سے پاؤں تک لے چکا۔ وہ انھیں شچکتے یقینی!
”ہوں۔۔۔ اتو تم نے خود ہی کیسپن حمید کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا؟“ اُس نے پوچھا۔۔۔
”جی ہاں۔۔۔!“

”لیکن کیوں؟“

”ابھی تباچکی ہوں کہ ہزاری سیٹھونے مجھے اس پر آمادہ کیا تھا؟“
”وہ کیا چاہتا تھا؟“

”مجھ سے صرف آنا ہی کہا تھا کہ تھوڑی دل گلی رہے گی! اور سا تھہی یہ عجی کہا تھا کہ اگر تم کسی پیسیں والے کو الو بنا کر دکھاوات میں سمجھوں گا کہ جہترین اداکارہ ہو۔ پھر انکی فلم میں میر دن کا چانس بھی حاصل کر سکو گی۔۔۔!“

”خوب۔۔۔!“ فریدی سر ملا کر بولا! ”لیکن کل جن لوگوں کے بیانات لئے گئے تھے ان میں کسی ہزاری سیٹھ کا نام نہیں ہے۔۔۔!“

”اُس پر نظر نہ پڑی ہو گی، آپ لوگوں گی۔۔۔!“

”پہلی رات وہ اسٹوڈیو ہری میں تھا۔!“
”بھی نہیں۔ صحیح آیا تھا۔!“

”تو تمہیں تین ہے کہ وہ اُسی کی حرکت ہو گی۔!“

”آنا چالاک نہیں معلوم ہتنا۔! - پھر اس کا مقصد کیا ہو سکتا ہے۔ اُسے اس

سے کیا فائدہ پہنچے گا۔!“

”کون سی فلم بنارہا ہے۔!“

”فلم کا نام ستاروں کی چینیں ہے۔!“

”ٹبرائجیب نام ہے۔!“ سائنس فلکشن ہے۔!

”میں نہیں۔ سائنس فلکشن نہیں ہے۔ یہ فلمی ستاروں متعلق ایک جاموسی کتابی ہے۔“

”لیکن تم مجھے کیا بتانے آتی ہو۔!“

”مُم۔ میں نے سب کچھ بتا دیا ہے۔!“

”سب سے اہم بات ابھی تک نہیں معلوم کر سکا۔!“

”وہ کچھ نہ بولی۔“

”فریدی چند لمحے اُس کی طرف دیکھتا رہا پھر بولا۔!“ میں نہیں جانتا تھا کہ اس مطلعے میں

تم لوٹ ہو۔ پھر تم خود ہی مجھے کیوں اطلاع دینے پڑی آئی۔!

”ندان کی حد تک دوسرا بات ہے جانب۔ لیکن اپ میں نہیں سمجھ سکتی کہ کون سی فرد

رمجمچہ پر عائد ہو گی۔ اور پھر سیٹھنے بھی مجھے یہی شرط دیا کہ میں جس حد تک اس

مطلعے میں طوٹ رہی ہوں اُس کا انہمار کر دوں۔!“

”تمہارا سیٹھ اس وقت کہاں ملے گا۔!“

”یہ تباہا دشوار ہے۔ البتہ میں اُس کی رہائش کا پتہ بتا سکوں گی!“ بھی نے اپنے پر

کھو لئے ہوتے کہا اور ایک دزینگ کارڈ نکال کر فریدی کی طرف بڑھا دیا۔!

”ہوں ٹھیک ہے۔!“ فریدی نے میز پر کھلی ہوئی گھنٹی بھاٹا۔ ارڈل اندر آیا اُس

نے کہا ”ساد جنٹ میش کو بھیج دو۔!“

رمیش کے آنے سک غاموشی رہی تھی۔ دیسے ایسا معلوم ہتا رہا تھا جیسے بھی کچھ اور

بھی کہنا پڑتا ہے ایکن فریدی اُس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔!

”دیکھو۔! انہیں لے جاؤ اور انگلیوں کے نشانات لے لو۔!“ اُس نے رمیش

سے کہا اور بھی سے بولا۔! ”اگر ضرورت سمجھی گئی تو قم سے مزید پوچھ گچھ کی جائے گی۔!“

”بھی رمیش کے ساتھ چلی گئی۔!“

فریدی نے فون کار پیسرو اٹھا کر جسی کو مخاطب کیا اور بولا ”رپورٹ۔!“

دوسری طرف سے آواز آتی ”راجن بایو کے ڈرائیور کے کوارٹر سے اٹھائے ہوتے
بعض نشانات میں پول ہٹول والے نشانات سے مطابقت رکھتے ہیں۔!“ اور یہ

نشانات مردگ کی انگلیوں کے نشانات کے علاوہ اور کسی کے نہیں ہو سکتے۔!

”ٹھیک ہے۔! اچھا! رمیش ایک لڑکی کے نگر پر پٹس سے ٹیلی کرنا ہے۔!“

انہیں کیپٹن جمیڈ کی کار سے لئے گئے نگر پر پٹس سے ٹیلی کرنا ہے۔!“

”ویری دیل سرا!“ دوسرا طرف سے آواز آتی اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔!

ریسیدر رکھ کر فریدی اٹھا۔!... بھوٹ پہننا اور نگٹ ہیٹ پٹشانی پر سیھاتا ہوا
آنس سے باہر نکل گیا۔!

(۵)

آج تیرا دن تھا۔!... کیپٹن جمیڈ نے دہانے نکل بھاگنے کی کوشش میں خاصا
ذلت فنا بیٹھ کیا تھا لیکن ابھی تک کامیاب نصیب نہیں ہوئی تھی۔!

بہت بُری عمارت تھی اور آہنی دروازوں نے فُسے گریا چوہے دان شکل دیئی
تھی دیے وہ پوری عمارت میں گھومتا پھر تھا اسی قسم کی پابندی نہیں تھی۔ دن میں بھی بارگاٹی طلب
کرتا۔ پہنچنے ہنری کامبا کو بھی اُس کی فرماں شپرداز میں مہیا کر دیا گیا تھا!۔ اس وقت
پاپ دانتوں میں دلتے آرام کرسی پہنچ دراز دوپھر کے کھانے کا منتظر تھا!۔ وقعتاً بھی نے
آہستہ سے دروازہ کھولा اور کھانے کی طریقی دلخاتی دی۔ لیکن ٹرائی وحکیمتے والی پراظر پڑتے
ہی وہ اچھل پڑا۔ اور وہ بھی سمت کر گئی۔!

یہ آشامتھی جس کے جسم پر چیتھرے مجبول رہے تھے۔ آناشکستہ بیاس تھا کہ اپنی برلنگی
کو چھپانے کے لئے اُسے سمت جانا پڑا تھا!۔ اچانک وہ بیخ ہجخ کروانے لگی۔
جمید بے حس و حرکت کھڑا اُسے دیکھتا رہا!۔ آخر سہری کی طرف بڑھا اور پھر پھنسنے کی رہا۔
کی طرف پہنکتا ہوا بولا!۔ اسے لپیٹ لو۔ اور خاموش ہو جاؤ۔

پچھو دیر مبعد وہ فرش پر خاموش بیخی خلا میں گھوسمے جا رہی تھی۔ بیسری چادر اُس
کے گرد لپٹی ہوئی تھی!۔

”کُرسی پر بیٹھو!“ جمید نے زرم لچھے میں کہا اور وہ ایسے آمازیں جمید کی طرف دیکھنے کی وجہ
اُس کی بات سمجھیں نہ آئی ہوا!۔

”کُرسی پر بیٹھو!“ اس بار جمید نے کُرسی کی طرف اشارہ بھی کیا!۔
”ہم تو نہیں۔“ وہ خوزرہ آوانہ میں بولی۔ اگر اس نے دیکھ لیا تو چاکر سے مارے گا!۔
”کس نے دیکھ لیا؟“

”مردگ نے۔“
”کیوں مارے گا؟“
”آہستہ پولو!۔“ وہ ہنڑوں پر انگلی سکھ کر بولی!۔ خدا کے لئے مجھے یہاں سے نکالو۔

درخت میں پاگل ہو جاؤ!۔ اور تم یہاں کیا کر رہے ہو۔!
”یہ تمہارا کیا حال ہے..“ جمید نے ہیر لیے کہا ”وہ لوتم سماں درجہ محبت کرتا تھا،“

”بکواس ہے!“ ایک بیک آشام کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔۔۔ کسی زخمی شیرنی کی طرح غرائی
”درندہ ہے..“ مجھ سے ایک لڑکی کی خدمت لے رہا ہے۔۔۔ میں رات رات بھروس
لڑکی کے پیر دباتی ہوں۔۔۔ انڈیوں سے بدتر ہوں۔۔۔ اگر انکار کرتی ہوں تو چھپر کے
چاکب سے مارتا ہے۔۔۔ لڑکی کا جھوٹا کھانا مجھے ملتا ہے۔ نہیں کھاتی تو مار پڑتی ہے۔۔۔
”لڑکی کون ہے۔!“

”وہ یہ چاری تو بہت شرفی ہے۔۔۔ میرے لئے روتنی ہے۔ آندرات گئے مجھے
اپنے ساتھ ہی سلاسلیتی ہے۔۔۔ وہ بھی مردگ سے نفرت کرتی ہے لیکن اُس سے ڈرتی
بھی بہت ہے۔ اپنی نفرت ظاہر نہیں ہونے دیتی۔!“

”وہ اس وقت کہاں ہے۔?“

”یہیں ہے۔ پھری رات وہ ہم دونوں کو یہاں لایا ہے۔۔۔!“

”اٹھویں اُسے دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔!“

آشادی سے ہی چاہر پیٹھے کھڑی ہو گئی!۔۔۔ اور اُسے عمارت کے ایک درا فناءہ
کھرے تک لا لی۔

”جیسی!“ جمید تیز زدہ سی آواز میں چھا رہا۔۔۔ اور کمرے میں بھی ہوئی لڑکی

بھی اچھل پڑی وہ بُری طرح کا نیپ رہی تھی۔۔۔!

”ہم۔۔۔ میں کچھ نہیں جانتی۔۔۔ کسپیٹ۔۔۔ میں بے تصور ہوں۔۔۔ آپ آشادیوں
سے پوچھ لیجئے!۔۔۔!“

”ٹھیک ہے ٹھیک ہے!“ جمید سر بلکر بولے!۔ ”میں سب کچھ میں چکا ہوں۔۔۔
ویسے میں تو یہی سمجھا تھا کہ اسٹوڈیو کے پارک میں پاٹی جانے والی لاش تمہاری ہی ہو گی،“

جسے پیٹے آشام کی لاش سمجھا گیا تھا!۔“

پھر کھد ویر بعد جمید آشام کی کھانی میں رہا تھا!۔۔۔

”یقین کر دو۔ کیپن! مجھے اطلاع ملی تھی کہ ڈاکٹر جیرانے اسٹوڈیو میں طلب کیا ہے؟“
اطلاع فون پر مل تھی۔“

”لیکن تم نے اپنی نافی کو اس کے متعلق کچھ نہیں بتایا تھا!...“
”اُس وقت یہ کوئی ایسی اہم بات نہیں تھی کہ میں اُس کی وضاحت کرنے میختھی۔“ اسٹوڈیو
پہنچ کر جب یہ علوم ہوا کہ کسی نے غلط اطلاع دی تھی تو میں نے اُسی وقت والپی مناسبت نہیں
نافی پڑھتی ہی رہ گئیں۔ لیکن میں نے وجہ بھی نہ بتائی۔ ان کی چھان بین کی عادت مجھے ہمیشہ غصہ دلا
دیتی ہے! اور مجھے منہ سی ہو جاتی ہے کہ اس وقت اُن سے کوئی ڈھنگ کی بات نہ کروں! بہر حال ہم
دنوں میک اپ روم میں یہٹ کی تھیں! نافی جیلہ ہی سو گئیں۔ اُس وقت وہاں ہم دنوں کے علاوہ اور کوئی
تھیں تھا! میں برآمدے میں آئی میرے باڑی گارڈ بھی وہاں موجود ہیں تھے۔ میں نے ایک اکٹر اڑکی
یلکا کو ٹھیک یا ک کی طرف چلتے دیکھا اُس کے بعد ہی کیڑہ میں بھی نظر آیا جو اسی طرف جا رہا تھا۔ مجھس کا
خط بھی یہ اس بُری طرح سلط ہوا کہ میں بھی ان کے تھے پل پڑی!... اسی میں جھاڑیوں کے اُٹھ میں
ہوتے دیکھا!... میں بھی اُدھر ہی لکی!... میں میرا دماغ جیسے مادت ہو کر رہ گیا تھا! اب سوچتی ہوں تو
اپنی اس حماقت پر غصہ آتا ہے! آخر تھے کیا ہو گیا تھا! بہر حال جیسے ہی جھاڑیوں کے قریب پہنچی!...
کسی نئے تھجھے سے چل کیا امنہ و بار کچھ سکا جو دیا تو میں چاروں فانے چلتے زمین پر تھی! احمد اور کی صورت
دیکھنے کا بھی موقع نہیں کیا۔ میرا لگا گھونٹ رہا تھا! اپھر کچھ بھی یاد نہیں میں میوشا ہو گئی تھی!...“
جیسے اُسے بتایا کہ وہاں ایک لاش مل تھی جس کے جسم پر اُسی کے پرترے تھے اور چہرہ لکڑا
دیا گیا تھا!... پھر صبح کو زخمی کیڑہ میں بھی اسٹوڈیو میں آکر مر گیا تھا!“

”وہ لیٹکا ہی ہو گی! آشنا کا پتی ہوتی آزادی میں بولی!“ میرا ہی جیسا قدھا جنم جی
ایسا ہی رکھتی تھی۔ رنگت بھی میری ہی جسی تھی۔ یقیناً وہ دھوکا کھا گے ہوں گے!“
”میرا خیال تھا کہ وہ تمہاری لاش ہو گی۔“ احمد نے جیٹی سے کھا و پھونڈ بولی برسوں کی جیسا معلوم مہینی تھی!
”فقط!... انہوں نے ایک جیخ سُنی اور بے ساختہ و دلزے کی طرف ٹرے۔... دروازے کے سامنے آشنا کی نافی
کھڑی تھی اور عابراً آشنا کو دیکھ کر تھی۔ اُس کے تھجھے جیسے کوہ و عورت بھی نظر آئی جلاش کی کار سماں

شافت کے وقت آشنا کی نافی کے ساتھ تھی۔ آشنا کی طرف جیپٹی! بُوکھلا ہٹ میں
اُس کے جسم سے چادر بھی گر گئی تھی۔

اب دنوں ایک دمری سے چھپی ہوتی بُری طرح رورہی تھی! دوسری عورت کو جمید
لیجودہ لے جا کر اُس سے پوچھنے لگا کہ وہ کیسے ہبچیں۔ قبل اس کے کروہ کچھ کہتی ایک
بھاری بھر کم اور گونجیلا اقدامہ سناتی دیا!...“
جمید چونکہ کر مڑا!... ایک کمرے کی سلانخوں دار کھڑکی کے تیجھے مردگے مفعلا کا نامہ میں
دانٹ لکھے کھڑا تھا! جمید اُس کمرے کے دروازے کی طرف جھپٹتا! لیکن وہ بند تھا!... وہ اُس
پہنچ و صرف کرنے لگا مردگے کی آواز پھر سائی دی جو کہہ رہا تھا، ”خواہ جھک ماں ہے ہوا بخوار
سامنے آوا!“ جمید جھلاہٹ میں بھر کھڑکی کی طرف پلٹ پڑا۔

”یا پہنچلو!... اگر مرد انگی ہے کچھ تم میں!“ اُس نے اُسے لکھا!...“
”تمہیں سرکار!“ مردگے نے اتحاد جوڑ کر دانت لکھا دیتے!...“ میں نامہ ہی بھلا!...“
اتھا پائی کی قوت نہیں رکھتا!... البتہ ذہنی لٹاٹی میرا پسندیدہ مشنڈہ ہے! اب تمہارے گرد کمل
فریدی کا منتظر ہوں۔ اولاد بھی تمہاری ہی طرح آچھے گا! اور پھر اُس کی ایک ایسی ہی تصویر آشنا کے
ساتھی جاتے گی۔ جیسی تمہاری نبی کے ساتھے کئی تھی! اپھر میں تم دنوں کو متسل کر دوں گا! اور
یہ دنوں تصویریں تمہارے محلے کو بھجوادی جائیں گی!...“

بڑھی عورت جو جمید کے ساتھ تھی پاگلوں کی طرح چھینے لگی!... اور دوسرے کمرے سے
ساری عورتیں باہر نکل آئیں!“

مردگے پر نظر پڑتے ہی آشنا کی نافی کلکھا کلکھا کر کھوئے گئے۔
”نافی ڈارنگ!“ تمہیں تراب پر جمع مرہی جانا چاہیے۔ نکلنے کرو جب تک مغز نہ آدمیوں
کے ساتھ دفن کروں گا۔“ ذرا قریب آؤ تمہیں تمہاری آخری آرام گاہ بھی دکھا دوں!“
جمید کھڑکی کے قریب ہی کھڑا تھا! لیکن کوشش کرنے کے باوجود بھی اس کا ہاتھ مردگے کی گدن

مکہ نہ پہنچ سکتا کیونکہ کھڑکی کی سلاخوں کا درمیانی فاصلہ بہت کم تھا!... مردگنے ہٹکر ملن کے ایک
ہستہ بڑے صندوق کی طرف اشارہ کیا ابلاشبہ یہ اتنا ہی بڑا تھا کہ چار لاٹیں با آسانی سما جائیں۔
”ہوں اے جمیلہ تھوڑی دیر بعد غراہا!“ تو تم ہمیں مار ڈالو گے ۔“
”صرف تم دونوں کی وجہ سے یہ دو بڑے ہجور میں یہی مرجائیں گی تاکہ آشائی کی کمائی عیشہ کے لئے
دن ہو جائے ۔“ دہ آشائی کی لاش صحیحی جاے گی اور پھر جب فریدی غائب ہو جائے گا تو اس کی
اور آشائی کی تصویر کی گل کھلائے گی تمہارے لحکے میں ۔ بلو ۔ جواب دو ۔“
جمیلہ سوچ میں پڑ گیا! اگر وہ اپنی اسکیم کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہو گیا تو کس حد تک غلط انہیں
پیدا ہو سکیں گی ۔ خود اس کے متعلق تو سمجھی جانتے تھے کہ زینکن مزاج آدمی ہے! اور فرمدی کے پارے میں
اُس کے ساتھی اکثر کہا کرتے تھے کہ کیمیں اُس کا تجربہ نہ کسی دن غبی جنون شکار نہ لے جائے! اگر اس
کے متعلق کوئی اس قسم کی تصویر اُس کے آفسروں تک جا پہنچی تو وہ یہی سمجھیں گے کہ آشافریدی ہی کہے جنون کا
نکار ہوتی ہو گی ۔“ ایک ٹھنڈی سی لہڑاں کے سرے پر تیک دوڑ گئی! کیا اس کمال کا زوال اسی
صورت میں رہتا ہو گا کہ ایک تھیر سالی منخرہ ان کی لاشوں پر قمقے لگا رہا ہو۔ اور خدا یا ۔۔ ۔
ایسا عبرت ناک انجام ۔!

”نقعہ مردگنگ پھر بولا!“ میں بہت زیادہ خوش تعیب ہوں! جس دن آشائی کا پلان تیار
کیا تھا اُسی دن تر جانے کتنے راستے یہ رے لئے کھل گئے! اتم الفاقاً تھی راجن کے یہاں جا پہنچ جہاں میں
پہلے ہی سے ڈرائیو کے ہبیس میں موجود تھا! میں نے کماچلتے چلاتے تمہیں بلکہ میل کرنے کا مواد ہی فراہم
کر رہی ہوں۔ کافی میں لشنا اور دوامانے کے بعد جو کچھ بھی ہو اُس کی تصویر تو تم دیکھ بی جکے ہو! دن پر میں نے
ہی غلی راجن کو گالیاں دی تھیں تاکہ تم سب دوسرے کمرے میں چلے جاؤ اور میں راجن کو انجلش دے کر
اُس کی بیویوں کی مدث بڑھا سکوں۔ نادہاں سے فرمت پاک آشائے لئے نکل کھڑا ہوا۔ میں نے ہی
اُسے فون پر شومنگ کی اطلاع دی تھی۔ یقین تھا اسکو ڈیسے اسے اٹھائے جاتے میں کامیاب ہو
جاوں گا! اور میں دوسرا بھی کھیل نظر آیا۔ غالباً آشائی تھیں اُس کے باسے میں تباہیکی ہو گی! وہ جھاٹیوں

کے اندر جھاٹک ہی رہی تھی کہیں نے بہ آہنگی اُس پر فابو پالیا۔ اچھر اُس وقت یہ اسکیم بھی ذہن
میں کلبلائی کی کیوں نہ آشائوں کو مردہ ہی بادر کرایا جاتے۔ اس طرح میں سکون سے زندگی بس کر سکوں گا۔
مجھے علم تھا کہ تمہارا حکمہ میرے مرد پاک کر جانے پر یقین کر جا گا۔ بہر حال میں نے آشائوں کو بیویوں کر دینے کے
بعد لئیکا اور اُس کیمیہ میں پر جھی تاملانہ جملے کئے! اپنی دلست میں تو کیمیہ میں کو ختم کر ہی جا کا تھا اس نے
تمہایت اطمینان سے لیکا کا پھرہ بکاڑا اس سلسلے میں اپنے دانت بھی استعمال کرنے پڑے یہ اس لئے اور
بھی کیا کہ وہ کسی اذیت پسند ہنسی جنون کی حرکت معلوم ہو! ۔۔۔ بہر حال اب آشایہاں ہے اور ساری زندگی
اپنے غور کی مزاروں سے بھگتی پڑے گی۔ جینی کی زخمی کیسی زندگی بس کر لے گی۔ اور جینی ۔۔۔
رحمدل جینی جسے اپنے بدبودار بآس سے ہمدردی تھی زندگی بھر عیش کرے گی ۔!

”نہیں۔ بآس!“ دفعتاً جینی مردہ سی آواز میں بولی!“ ان سب کو چھوڑ دو۔
خدا کے لئے جانے دو۔ چاہے میرے جسم کا ریشم ریشم الگ کر دیا۔“

پھر وہ کسی تھنھی بھی کی طرح روئے گئی۔!

”تم تیس بیچ پاگل ہو!“ جمیلہ مردگن کی طرف ہاتھا کر بولا!“ محسن اُنی سی بات کے
لئے کلم دعورہ توں کو دو مختلف حالات میں دیکھنا چاہتے تھے یہ سب کچھ کرگہ سے ہوا بھجے جیت ہے!
”ہم سب پاگل ہیں کیلئے جمیلہ!“ مردگن مُسکرا کر بولا!“ تمیں ہیرت نہ ہوئی چاہتے ہیں! اُنھوں
کچھ دیر کی واہ واکے لئے لوگ ہوت کے منہ میں چھلانگ لگا دیتے ہیں! اہر شخص ذاتی اسودگی کی
تلائیں سرگردان ہے خواہ اُس کی راہ جنم ہی سے کیوں نہ گذرتی ہو۔ کیا سمجھے؟“

مردگن کھڑکی کی سلاخیں کچڑے ان کی طرف فرخ کئے کھڑا تھا!

”نقعہ جمیلہ نے دیکھا کہ ٹین کے بڑے صندوق کا ڈھکن اٹھ رہا ہے! ۔۔۔ پھر وہ بالکل زاویہ
تالگہ سی سکل اختیار کر گیا!“ کر تل فریدی صندوق میں کھڑا مسکرا رہا تھا! یہ سب اُنی ہی آہنگی سے
ہوا کہ مردگن کو خبر تک نہ ہوئی۔

وہ پھر بولا!“ فریدی اپنے آفسروں کو تحریر کر دینے کے خط میں تبلاء ہے اس خط کیلے جان کی بازی

لگا دیتا ہے...!"

"مثال کے طور پر اسی وقت دیکھو...!" اچاہک فریدی بولا!
مرد نگ بوكھلا کر مردا... جمید نے تو اس کے چہرے پر سر اسیکی ہی کے آثار دیکھتے تھے! لیکن
اُس نے مرتے مرتے ریواں مر جی نکال دیا تھا اب کرے میں فارمی آواز گونج کر رہ گئی! جمید نے فریدی
کو صندوق میں گرتے دیکھا...!

پھر مرد نگ نے حرمت ایک چھپر قی کے ساتھ صندوق کے قریب پہنچ کر اس کا ڈھکن گرا دیا
تھا!... اور اب خود اُس کے اوپر کھڑا تھے لگا رہا تھا! جمید اُس کے ہاتھ میں ریواں دیکھ کر
کھڑکی کے سامنے سے ہٹ گیا!

چاروں عروقیں دم بخورد کھڑی تھیں!-

جمید کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اُسے کیا کرنا چاہتے۔ ایک بار پھر اُس نے پند دروازے
پر زور آزمائی شروع کر دی۔ لیکن ناکام رہا!

دفعتاً اندر سے کسی دز نی چیز کے گرنے کی آواز آتی۔ ساتھ ہی کسی کی کراہ بھی سنائی دی!
جمید پھر کھڑکی کی طرف جھپٹا!

اس بار پھر فریدی صندوق میں کھڑا نظر آیا... اور مرد نگ سامنے والی دیوار کے قریب
فرش پر پڑا پھر سے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ فریدی نہایت اطمینان سے صندوق سے
ٹکل کر مرد نگ کے قریب آیا اور اس کی گردان دیکھ کر یہ عاکھڑا کرتے ہوتے ریواں ریختیں لیا۔
پھر قبل اس کے کمرڈ نگ پڑنے کی کوشش کرنا کمر پرالی لات رسید کی کردہ اچھل کر
آدمیے دھڑک سے منہ کے بل صندوق میں جاگا... ددمري ٹھوکر اُسے پوری طرح صندوق میں
لے گئی اور ڈھکن بند کر دیا گیا!... کئی ٹھیک بھی ہپڑھا دی گئی!

یہ سب کچھ اتنے اطمینان سے ہوا جیسے اسے جب معمول یعنی ہرنا تھا!— مرد نگ اندر
سے صندوق پیٹ کر کچھ کہ رہا تھا! لیکن الفاظ جمید کی سمجھ میں نہ آ سکے!—

فریدی نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور وہ سب اندر نہس آتے۔ آشنا کی نافی
بللا بللا کفریدی کی بلا میں لے رہی تھی۔!
دفعتاً جینی صندوق کی طرف جھپٹی لیکن فریدی نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا...
”چھوڑ دیجئے! خدا کے لئے اُسے چھوڑ دیجئے!...“ وہ روشن ہوتی بولی۔
”کیا تم پاگل ہو گئی ہو!“ جمید نے حرمت سے کہا!... ”کیا تجھ تجھ اُس کی آنکھ کا رخ تھیں!“
”نہیں!— وہ پاگل ہے۔ اُس پر رحم کیجئے!... خدا کے لئے چھوڑ دیجئے!“
پھر شدت گری سے اُس کی آواز گھٹ کر رہ گئی!...
فریدی یک بیک بیج دنیویہ نظر آنے لگا!—

(۴)

دوسرے دن شام کو وہ براہم سے میں بیٹھے کافی پی رہے تھے پہلے دن سے اب تک
صرف اسی وقت مل بیٹھنا نصیب ہوا تھا!—
”اب اُس صندوق میں میرا دم گھٹ جاتے گا۔ خدا را کچھ توکتے!“ جمید بولا!—
”میرا خیال ہے کہ تجھ بیج اُس کا دماغ اُٹھ گیا تھا!“ فریدی نے کہا!“ درنہ دہ ماٹر تو
لیے حماقیں نہ کرنا!—
”میں نہیں سمجھتا!—“

”ہمیں نبی راجن والی تصویر بھیج کر یہ سمجھ بیٹھا تھا! ہم دونوں ہی دہاں دوڑے چلے جائیں گے!“
لیکن میں چاہتا تھا کہ تم تو فرمادی جاؤ۔ لہذا میں نے تمیں گھر جانے کی اجازت دے دی حالانکہ احمدی طرح
جاناتا تھا کہ تم اپنی گردان بچانے کی فکر میں اسی وقت راجن کے گھر دوڑے جائے گے۔ اس طرح بیٹھے

تمہاری نگرانی کرنے کا موقع مل گیا!... مردگان نے بھیت نہ رہی سیٹھ بدمعاشوں کی ایک بہت بڑی ٹولی تیار کر کھی تھی اور اُس سے کام لے رہا تھا۔

راجن کے گھر سے واپسی کے وقت تمہاری گاڑی کے پیچے نمین گاڑیاں تھیں۔ وہ اُن بدمعاشوں کی اور تیسری میں رہیش اور امر شکو تھے۔ لیکن اُس وقت اُن سے فلٹی ہو گئی جب اُن گاڑیوں میں سے ایک میں تمہیں اور بیوی شنجی کو ڈالا گیا تھا!... دونوں گاڑیاں مختلف سمتوں میں گئی تھیں۔ وہ فلٹی سے اُس گاڑی کے پیچے لگنے رہے جس میں تم دونوں نہیں تھے۔ بہر حال اس طرح اُن کے ایک ٹھکانے کا پتہ تو معلوم ہوا گیا!... فریدی نے خاموش ہو کر سگار سلگایا اور پھر شنجی کے متعلق بتانے لگا۔

“آخر اُس نے اُسے آپ کے پاس کیوں بھیجا تھا۔!” حمید نے پوچھا۔

“محض اس لئے کہ میں شنجی کے متعلق شبیہے میں بتلا ہو کر اُس کا تعاقب شروع کر دوں اور وہ میرا تعاقب کرتا رہے پھر کیوں موقع پا کر مجھے بھی اُسی طرح بلے بس کر دے۔ جیسے تمہیں کیا تھا!... میں نے اُسے مایوس نہیں کیا... شنجی کا تعاقب کیا میکن ہو۔ شیاد ہو کر۔ پھلی رات اُس کی فلم «ستاروں کی چیخیں» کی شوٹنگ بھی دیکھی تھی۔ ریلوے یارڈ میں ٹرین پر ڈاکہ پڑنے کا متظر فلما یا جا رہا تھا! کتنی فلم اٹھا وہ جنتی ہوئی ایک کمپارٹمنٹ سے باہر آگئی تھیں اور انہوں نے ڈاکریکٹر سے شکانت کی تھی کہ کون پارٹمنٹ میں سچ چھپا ہوا تھا جس نے اُن پرست درازی کی کوشش کی تھی! انہیں اس لئے ہوا تھا کہ میں جھپٹتا ہو اُس کمپارٹمنٹ میں جا گھسن گا اور مردگان میرے سلے میں اپنی اسکم کو عملی چامہ پہنا سکے گا۔ لیکن میں نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کی۔ اب کل کا قصہ سنو!۔ اُس عمارت کی نگرانی تو ہر ہی رہی تھی جہاں سے اُس رات رہیش اور امر نے ان بدمعاشوں کا تعاقب کیا تھا!... بکل رہیش نے اطلاع دی کہ پڑا ریسٹھ اُس عمارت میں موجود ہے!... میں اپنے میک آپ میں تھا کہ جو اسافی سختم جسی

کیا جا سکے رہا۔ پھر ایک طرک کھڑا نظر آیا۔ جس پر وہی صندوق رکھا جا رہا تھا!... اور ہزاری سیٹھ ڈرامیور کے پاس اگلی نشت پر براجمان تھا!... طرک پل ٹپا میں ہوٹر سائکل پر تھا۔ پہ آسانی تعاقب جاری رکھ سکا!... اُس عمارت کے سامنے بے پناہ جھاڑ جھٹکاڑ ہے!... اُسی کے درمیان طرک روک کر وہ اندر چل گیا تھا!... میں سوتھ رہا تھا کہ کیس صندوق آشنا اور جینی کی منتقلی کے لئے ذ استعمال کیا جاتے۔ بہر حال وہ ایک طرح کا جو اسی تھا کہ میں صندوق میں جا لیٹا تھوڑی دیر بعد وہ کچھ آدمی ساتھ لایا۔ جو اُس صندوق کو اٹھا کر عمارت میں لے گئے!

زیدی خاموش ہو کر بجھا ہوا سگار سلگانے لگا!...

حمدید نے پوچھا “تو کیا آپ نے وہ لاش جینی کی ماں کو بھی دکھائی تھی۔”
“زورت ہی نہیں سمجھی تھی!۔ اُس کے ہاتھ پر جینی کے سے بھی نہیں تھے!...”

“شنجی کو کس خانے میں فٹ کیا جائے گا؟”

“وہ گواہ کی بھیت سے پیش ہو گی۔ نادانستگی میں اُس کی آنکھ کار بھی تھی۔ اور ماں میں اُس تصویر کا لیکھیوں بھی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا جو تمہیں رو سیاہ بنادیتی۔ اس کے علاوہ بھی بلیک مینگ کا بہت ساموا دھات ہا تھا لگا ہے۔ جس کا متعلق ملک کے بہتر سے بڑے آدمیوں سے ہے۔ اس باریہ کچنٹ بلیک وقت تین روں ادا کر رہا تھا۔ راجن کے ڈرامیور کا۔ سنوار پلٹی بیوریو کے مالک کا۔ اور سیٹھ ہزاری کا۔”

وہ کچھ اور بھی کہنے والا تھا کہ حمید اسے کہہ کر اُچھل ٹپا۔ فریدی نے بھی گردن گھماٹی۔

جنی پھاٹک سے گزر کر براہمے کی طرف دوڑی آ رہی تھی۔ پورچ میں رُک کر
ٹانپتی رہی پھر ما تھوڑ کر گھنگھیا تی ”چھوڑ دیجئے۔ خدا کے لئے اُسے چھوڑ دیجئے۔
وہ صرف پیار کا بھوکا ہے... ایک ایسا بچہ جسے اُس کی ماں مُٹھہ نہ لگاتی ہو...
چھوڑ دیجئے۔ رحم کیجئے۔ !“
اور پھر وہ چھوٹ چھوٹ کر دنے لگی۔
زیریں اور جمید خاموش کھڑے ایک دوسرے کی شکل دیکھتے رہے۔!

تام شُو